جلد ۱۰

(احمدی - ماہنامہ)
دہلی

۲۳۴۹۷

۶۱۹/۱

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ... علی الکاذبین

تو جو شخص تجھ سے ... بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آچکا ... [illegible]

(تفسیر ثنائی جلد ۲ صفحہ ۹۵)

رسالہ

ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار

جس میں مولوی ثناء اللہ امرتسری کا جری اللہ فی حلل الانبیاء کے

مقابلہ میں مباہلہ سے ہمیشہ گریز کرتے رہنا بثبوت اور ثنائی

درخواست مباہلہ و الیعنی کا ... مباہلہ معروف کرنے کیلئے

امرتسر میں موجود ... مفصل و مسکت جواب ہے اور

نیز عاجز قاسم کی وہ تقریر جو ۱۶ جون ۱۹۱۲ء کو ... کے جلسہ

میں امرتسری کے مقابلہ میں کی گئی تھی درج ہے +

جسے

عاجز قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار الحق دہلی نے تصنیف کر کے

ماہ دسمبر ۱۹۱۲ء

الحق برقی پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

قیمت ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

چودھویں صدی

اور بیہودیانہ بدی

جناب سرورِ عالم کے صدقے اے مرے مولا — مری یہ التجا ہووے قبولِ درگہِ والا

عدو بحرِ خجالت میں سدا کھاتا رہے غوطا — رواں طبعِ رواں کو دیکھ میری صورتِ دریا

میں نکلوں اس سے لیکر گوہرِ مقصد خداوندا — دریں دریائے بے پایاں دریں طوفانِ موج افزا

دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

خداوندا تو بڑا بے نیاز ہے۔ تیرے فضل کے بغیر نہ علم سے فائدہ ہوتا ہے۔ نہ عقل سے۔ اگرچہ ہدایت کی راہیں تو نے تمام مخلوق کے لیے کھول دی ہیں۔ اور ان راہوں کے واقف راہنما ہمیشہ ہر زمانہ میں بھیج دیئے۔ تاکہ راہ روانِ منزل کو صراط المستقیم کے ذریعہ مقامِ مقصود تک پہنچا دیں۔ لیکن کجرو انسان۔ بلید و پلید۔ نادان۔ دل کے اندھے۔ حیوان

پھر بھی تیرے برگزیدہ۔ اور فرستادہ راہ نماؤں و سالکان طریقت کو دشمن جان اور راہ مقصود و مطلوب کو اندرونی تاریکی سے ویران و سنسان ہی سمجھتے رہے۔ ہر طرح کے چراغ الٰہی راہ نمائی کے لیئے واقفان راہ نے روشن کرکے راستہ دکھلانے کی بےحد کوشش کی۔ مگر ان شپرہ چشم اخوان الشیاطین۔ عدوان رحمان نے ہر ایک روشنی سے مثل بوم بے دل اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ اور اس نابینائی کو بےحیائی سے تفاخرانہ پیش کرکے خودستائی کرنے لگے جس سے اہل بصیرت کو ختم اللّٰہ علٰے قلوبھم و علٰے سمعھم و علٰے ابصارھم غشاوۃ کی نسبت عین الیقین کا درجہ حاصل ہوگیا۔ اے میرے پیارے مالک و خالق و رزاق رحیم و کریم غفار و ستار میں تیرا کس زبان سے شکریہ ادا کروں کہ تو نے محض اپنے رحمانی تقاضے سے مجھ جیسے ناتوان ہیچ بیان کمزور انسان ضعیف البنیان کو اپنا راستہ سمجھایا۔ اور دکھایا۔ اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرایا یعنے اس زمانہ کے مرسل کی شناخت عطا فرمائی۔ اور علی وجہ البصیرت اس کی صداقت بتلائی۔ اور ایسے پرفتن زمانہ میں جبکہ بر و بحر میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ تو نے اپنی سنت مقررہ کے مطابق ایک آدم ایک ابراہیم ایک موسے ایک احمد کو ہدایت خلق کے لیئے چراغ ہدایت دیکر بھیجا جسکا نام تو نے مسیح ابن مریم رکھا صلے اللہ علیہ وسلم اس انسان کامل نے اپنے آقا و مولا و سردار حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے یہ بزرگی و شرف حاصل کیا۔ کہ دوبارہ مردہ دلوں کو زندہ۔ اور اندھوں کو بینا گونگوں کو زبان والا۔ اور بہروں کو شنوا کردیا۔ مگر ان ہی کے جنکے دل

خائف اور فطرت سلیم تھی۔ اور جنکی قسمت میں ہدایت یاب ہونا تیرے امر
سے مقدر ہو چکا تھا۔ الحمد اللہ کہ میں بھی اس ہدایت یافتہ جماعت میں شامل ہوا
اب اے میرے کارساز و نکتہ نواز تو مجھے استقامت عطا فرمانا۔ اور باایمان
گور میں پہنچانا۔ اور اس عہد پر استوار رکھنا جو تیرے مامور و مرسل قادیانی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے ہاتھ پر اور پھر اس کے نائب اور خلیفہ ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ
پر میں نے کیا تھا۔ آمین! اب میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ نصرت حق کے لیئے
اور تیری استعانت طلب کرتا ہوں۔ ابطال باطل کے واسطے۔ پس تو اس
میدان کارزار میں روح القدس سے میری تائید فرما۔ اور عدو المبین اخوان
الشیاطین۔ ایک خناس اشر الناس۔ کفچہ دار سانپ دشمن نوع انسان لامری
شیطان کی تمام زہر دار کچلیوں کو اکھاڑ پھینکنے کے لیئے وہ آسمانی حربہ
عطا کر جس سے یہ کوبرہ جو سخت جانی سے ابتک پیچ در پیچ کر دنیں بدل رہا ہے
یکلخت فی النار و السقر ہو جائے۔ اور آئندہ اسمیں وہ سکت نہ رہے۔ کہ
پھر بنی آدم کی ایڑی کو ڈسنے کا حوصلہ کرے۔ آمین!

پیارے ناظرین! اس سے پہلے آپ رسالہ ہذا کے نمبر اول لغایت
ہفتم میں بالتفصیل یہ بیان ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ امت محمدیہ کو امت موسویہ سے
نعل بالنعل نیکی و بدی میں مماثلت ہے۔ اور خصوصاً علماء سوء پیشگوئی اشر
من تحت ادیم السماء کے لیئے مصداق ہیں۔ کہ جسکا اقرار خود ان کی زبان
حال و قال سے بشرح و بسط لکھا جا چکا ہے۔ آج جس مضمون پر یہ عاجز قلم
اٹھاتا ہے۔ وہ امر تسری دجال کی پردہ دری میں لاثانی۔ اور اس خبیث الطبع

کی علمی و عملی تحریری و تقریری اخلاقی و ادبی مایہ ناز تنزویر کی مکمل و مدلل تردید ہے۔ یہ مضمون اگرچہ اس قابل نہ تھا کہ اس کو کوئی اہمیت کا درجہ دیا جاتا۔ مگر چونکہ امرتسری خناس نے اپنی یہودیت کے ثبوت میں اس واقعہ کو بے مثل دلیل قرار دے دیا ہے۔ اور در اصل یہی امرتسری کی یہودیت کا سب سے بڑا ثبوت یہی واقعہ ہے۔ لہذا ہم اس کو پوری تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کرینگے۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود احمد محمود حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلامٌ علیہ و آلہ و اصحابہ و احبابہ و انوارہ و ذریاتہ کے وصال کا ہے۔ جبکو امرتسری یہودی کبھی پیشگوئی اور کبھی مباہلہ اور کبھی دعا کہکر ہمیشہ شیطنت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ اور باوجود بار بار کی فہمائش کے مسیح موعود کو اپنی اسلاف کے نقش قدم پر چلکر لعنت اللہ علی الظالمین و الکاذبین۔ ہی کہے جاتا ہے۔ اب ذرا سنبھل کر اپنے کذب و بہتان و افترا و مکر و زور کو نمبر وار شمار کرتا جائے۔ وَبِاللّٰہِ التوفیق۔

دشمن حق کوئی گر دیکھا نہ ہو ان نظروں یہ الوفا کو دیکھ لو تم۔ دوست جا دیکھیں
دیکھکر صدہا نشان اب تک نہی سمجھا نہیں آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
شد ظہور وعدہ ہائے انبیا و مرسلیں۔

ابتدا اس تنازعہ کی یہ ہے۔ کہ حضور مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰۔ فروری ۱۸۹۹ء کو ایک رسالہ جسکا نام ہے "قادیان کے آریہ اور ہم" تصنیف فرما کر شایع کیا اور اسمیں ملا داہل و شرمپت..... آریہ سکنائے قادیان کو مباہلہ کے لیے حسب ذیل دعوت دی کہ۔

نے یہ چند پیشگوئیاں بطور نمونہ میں اسوقت پیش کرتا ہوں اور
میں خداتعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ یہ سب بیان
(مندرجہ رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم. تا قتل) صحیح ہے. اگر میں نے جھوٹ
بولا ہے. تو خدا مجھ پر اور میرے لڑکوں پر ایک سال کے اندر
اس کی سزا نازل کرے. آمین ولعنت اللہ علی
الکاذبین. ایسا ہی شرپت کو بھی چاہیئے. کہ وہ بھی میری
اس قسم کے مقابل پر قسم کھاوے. اور یہ کہے کہ اگر میں نے
اس قسم میں جھوٹ بولا ہے. تو خدا مجھ پر اور میری اولاد پر
ایک سال کے اندر اس کی سزا وارد کرے. آمین ولعنت
اللہ علی الکاذبین صفحہ ۳۶ یہ بددعا کا فقرہ اس امر سے
لازم و ملزوم ہے. کہ میری اس دعا کے مقابل پر شرپت
بھی اپنی نسبت انہیں الفاظ کے ساتھ بددعا طبع کرا کر
کسی اخبار میں شائع کرادے. حاشیہ صفحہ ۳۶ ایسا
ہی ملاوامل کو چاہیئے. کہ اگر ان بیانات (مندرجہ رسالہ) سے
انکاری ہے. تو میری طرح قسم کھاوے صفحہ ۳۰ ایک تو
ملاوامل نے اپنے اشتہار میں میرے نشانوں کے دیکھنے کا
انکار کر دیا تھا. مگر اس انکار کا کچھ اعتبار نہیں. اکثر لوگ خود
غرضی سے ڈنڈوتے کرکے عدالت میں گواہی کے وقت
جھوٹ کی نجاست کھالیتے ہیں. تمام مدار ایسی قسم پر ہے

جو میں نے لکھی ہے۔ اگر یہ لوگ خدا سے بیخوف ہو کر اپنی
قوم کو خوش کرنے کے لئے ایسی قسم کھالیں گے۔ تب
انکو معلوم ہوگا۔ کہ خدا بھی ہے حاشیہ صفحہ ۳۸ سنہ
رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم مطبوعہ ۲۰ فروری

عبارت منقولہ سے صریح طور پر یہ ظاہر ہوا۔ کہ (۱) حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی صداقت کو قسم کھا کر بیان فرمایا ہے۔ (۲) بصورت کذب دعاء لعنت اللہ علی الکاذبین حسب آیت مباہلہ مندرجہ قرآن مجید فرمائی (۳) ایسے ہی بالمقابل فریق ثناء اللہ کو قسم کھانے کو بلایا۔ (۴) یہ کہ وہ اپنی قسم کو کسی اخبار میں شائع کرادیں (۵) محض مفتریانہ انکار جیسا کہ ہر روز عدالت میں ہوتا ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔ تمام مدار ایسی بالمقابل قسم پر ہے

واضح رہے کہ اس دعوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود قسم کھائی ہے۔ اور فریق ثانی کو بالمقابل قسم کھانے کو فرمایا ہے۔ تاکہ مباہلہ ہو کر فیصلہ ہو جائے۔ یہ نہیں۔ کہ صرف معمولی قسم یکطرفہ کھانے کو کہا ہے جیسا کہ عدالتوں میں بعض لوگ گواہی کے وقت ہر روز قسم کھا کر جھوٹ بولا کرتے ہیں۔ بلکہ بتاکید ظاہر فرمایا ہے کہ بالمقابل قسم کھائی ہوگی میری طرح قسم کھاویں۔ تمام مدار ایسی ہی قسم پر ہے" ناظرین یہ سب امور یاد رکھیں۔ اور آگے ثنائی تحفہ سنیں۔

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب سلمہ تعالیٰ ایڈیٹر الحکم سنہ
مارچ سنہ کے الحکم میں اسی رسالہ کے متعلق تحریری بحث ایڈیٹر

اہلحدیث کو اپنی طرف سے حسب ذیل دعوتِ مباہلہ دی جس کی سرخی
"قادیان کے آریہ اور ثناء اللہ امرتسری" ہے اور وہ یہ ہے کہ

الحکم کی طرف سے امرتسری آریہ کو دعوتِ مباہلہ

"اس رسالے کی ایک جلد ثناء اللہ امرتسری کو بھی بھیجی
گئی ہے۔ قادیان کے آریوں نے حضرت مرزا صاحب
کے جو نشانات دیکھکر تکذیب کی اور کر رہے ہیں۔ اس رسالے
میں ان سے مباہلہ کر دیا ہے۔ اسمیں آریوں کو اعلان
دیا ہے کہ اگر انہوں نے نشانات نہیں دیکھے ہیں۔ تو قسم
کھا جاویں۔ کہ یہ نشانات صداقت اسلام کے ہم نے نہیں
دیکھے۔ اب ثناء اللہ کو بھی چاہئیے۔ کہ اپنے دوستوں قادیان
کے آریوں کو اس قسم کے لئے آمادہ کرے اور ان کے پاؤں
پڑے۔ ورنہ انکی قسم کی گریز سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت
پر مہر لگ گئی۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان صداقت
بطور خارق عادت نہیں دیکھا ہے۔ تو وہ بھی قسم کھا کر کہہ
دے تا کہ معلوم ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کس کی حمایت کرتا۔ اور
کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔"

بلفظہٖ الحکم مورخہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ کالم ۲

یہ ہے وہ دعوت جو ایڈیٹر صاحب الحکم نے امرتسری مکذب کو دی ہے
جسمیں چھ امر بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم ثناء اللہ کو بھی بھیجا گیا ہے۔ (۲)

اس رسالہ میں حضرت مرزا صاحب نے قادیان کے آریاؤں سے مباہلہ کر دیا ہے۔ (۳) اور اعلان کیا ہے کہ بالمقابل مباہلہ کریں اور قسم کھاویں (۴) ثناء اللہ ان کو قسم کھانے پر آمادہ کرے (۵) ورنہ ان کے گریز سے مرزا صاحب کی صداقت پر مہر لگ جائیگی (۶) اور اگر ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان نہیں دیکھا۔ تو وہ بھی قسم کھا کر آزما لے۔ کہ خدا کس کی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔ یعنے ثناء اللہ کی یا حضرت مرزا صاحب کی

ناظرین! یہ تو آپ یقیناً سمجھ گئے ہونگے۔ کہ ایڈیٹر الحکم نے ویسی ہی دعوت مباہلہ ثناء اللہ کو دی ہے جیسی کہ حضرت مرزا صاحب نے آریوں کو دی۔ اور اسی رسالہ والی دعوت کی بنا پر ایڈیٹر نے ایڈیٹر کو دعوت دی ہے۔ پس اس کو بھی آپ محفوظ رکھیں۔ اور اب ثنائی بے وفائی سنیں کہ وہ کیا ہے۔

بجواب ایڈیٹر الحکم ۲۹۔ مارچ ۱۹۰۶ء کے اخبار اہلحدیث میں زیر عنوان "قادیانی گپ" امرتسری بے وفا نغمہ سرا ہے۔ کہ

"اس تحریر کا مطلب دو ہی فقرے ہیں۔ (۱) ہم آریوں کو قسم پر آمادہ کریں۔ (۲) اور ہم خود قسم کھائیں۔ اول فقرہ کی بابت تو یہ ہے۔ کہ قسم کھانا ان کے مذہب میں منع ہے ہاں البتہ ہم اپنے نفس کے ذمہ وار ہیں۔ سو ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو طیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوالو۔ مگر پہلے۔ یہ شایع کر دو کہ اس قسم

امرتسری آریہ کا الحکم کی دعوت سے فرار اور ایک جدید چیلنج کا اظہار

کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مرزائیو! سچے ہو تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں تم پہلے صوفی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کر کے ذلت اٹھا چکے ہو۔ امرتسر میں نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجے کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو۔ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے۔ کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لینے کافی نہیں ہو سکتا"

بلفظہٖ صفحہ ۹/۱۰

س جوابی تحریر وہابی کے دو حصے ہیں۔ حصہ اول بجواب دعوت الحکم و حصہ دوم ثنائی چیلنج۔ چنانچہ حسب ذیل فقرات سے یہ ہر دو امور ثابت ہیں بجواب دعوتِ الحکم تو مکذب نے لکھا۔ کہ لاہیں مرزا صاحب کے کذب پر قسم کھانیکو تیار ہوں۔ یہاں تک تو الحکم والی دعوت کی بظاہر منظوری معلوم ہوتی تھی۔ مگر اس کے ساتھ بیہودیانہ شرارت سے یہ شرط لگا کر اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اپنی بزدلی کا ثبوت بھی دیدیا۔ اور بتلا دیا۔ کہ الحکم والی دعوت سے گریز ہے۔ البتہ یکطرفہ قسم کھانے کو اس شرط نامعقول مجوزہ خود پر آمادہ ہے جو فریق ثانی کو مسلم نہیں۔ کیونکہ الحکم نے تو بالمقابل قسم کی دعوت دی تھی نہ کہ یکطرفہ قسم کی۔ اور نہ وہ ایسی شرط کے ساتھ تھی۔ کہ جسکا ثبوت ازاں

میں ہے نہ احادیث صحیحہ میں۔ اس حیلہ سے دعوتِ مباہلہ کو ٹال کر اور شیر
دوسری چال یہ چلا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو ایک جدید چیلنج ان الفاظ میں دیا
جو ثنائی تحریر کا حصہ دوم ہے۔ کہ

الف۔ مرزائیو! آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ صفحہ ۱۔ سطر اول
ب۔ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں پہلے غزنوی
سے مباہلہ کر چکے ہو۔ سطر دوم لہ جہسہ۔ ۲۹م
ج۔ امرتسر نہیں تو بٹالہ میں آؤ۔ سب کے سامنے کارروائی
د۔ انہیں ہمارے سامنے لاؤ جنہیں ہمیں انجام آتھم میں مباہلہ کی
دعوت دی ہوئی ہے۔ سطر پنجم
ھ۔ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔ سب امت کے لئے کافی
نہیں ہو سکتا۔ سطر ششم

کون نہیں سمجھ سکتا۔ کہ یہ پانچوں امور الحکم والی دعوت کے کسی فقرے کا
جواب نہیں ہیں۔ بلکہ اس دعوت کے خلاف اپنی طرف سے مرزائیوں کو
یہ کہکر۔ کہ لاؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ جنہیں ہمکو دعوت مباہلہ دی ہوئی ہے
جب تک ان سے فیصلہ نہ ہو سب امت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔
اک جدید چیلنج دیا جاتا ہے۔ اب آگے سنیئے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام
نے اس کے اس چیلنج مباہلہ کو منظور فرما کر ۴۔ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں شایع
کرا دیا۔ کہ

مباہلہ کے واسطے مولوی ثناء اللہ امرتسری کا چیلنج منظور کیا گیا

منظوری چیلنج امرتسری مردود منجانب حضرت مسیح موعود

مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کی تکذیب پر ایسا یقین اور ایمان رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس پر خدا تعالیٰ کی قسم کھانے کو طیار ہیں اور اس مباہلہ کے واسطے حضرت مرزا صاحب کو بلاتے ہیں۔ اور پوچھتے ہیں۔ کہ اس مباہلہ کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس مباہلہ کے واسطے امرتسر یا بٹالہ میں طرفین کا جمع ہونا تجویز کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں میں مولوی ثناء اللہ کو بشارت دیتا ہوں۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے انکی اس چیلنج کو منظور کرلیا ہے۔ وہ بیشک قسم کھا کر بیان کریں۔ کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور بیشک یہ بات کہیں۔ کہ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ حضرت اقدس نے ازراہ ترحم فرمایا ہے کہ یہ مباہلہ چند روز کے بعد ہو۔ جبکہ حقیقۃ الوحی چھپکر شائع ہو جاوے گی۔ یہ کتاب مولوی ثناء اللہ کو بھیج دیجاوے گی اور وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لے۔ اور اس کتاب کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جس میں ہم یہ ظاہر کر دینگے۔ کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کر لیا ہے۔ اور ہم اول قسم کھاتے ہیں۔ کہ وہ تمام الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کئے ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے ہیں۔ اور اگر یہ ہمارا افترا ہے۔ تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین یا

بی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے
بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ کہدیں
کہ مینے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اسمیں
جو الہامات ہیں۔ وہ خدا کیطرف سے نہیں۔ اور مرزا غلام احمد
کا اپنا افترا ہے۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں۔ تو لعنۃ
اللہ علے الکاذبین۔ اور اس کے ساتھ اپنے واسطے اور جو
کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں۔ مانگ لیں۔ باقی رہا یہ امر
کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ مولوی ثناء اللہ کو واقف قرآن ہو کر
اس امر کے دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مباہلہ کی بنیاد
جس آیت قرآنی پر ہے۔ اسمیں تو صرف لعنۃ اللہ علے الکاذبین
ہے۔ اور اس جگہ خدا تعالیٰ نے لعنت کو قائمقام ان تمام
عذابوں اور وبالوں کا رکھا ہے۔ جو ایک صادق کی تکذیب میں
مکذبین کے لاحق حال ہوتے ہیں۔ اور ہم ایمان رکھتے
ہیں۔ کہ مولوی ثناء اللہ کے متعلق بھی زمانہ
بروقت امتحان ان میں سے کسی کو خود دیکھ لیگا
ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کے مقابلہ ایک ایسے
رنگ میں ظاہر ہو۔ کہ جسکو دیکھکر ایک زمانہ بول اٹھے۔ کہ یہ ایک
صادق کی تکذیب کی سزا ہے۔ معمولی تکلیفات
یا مکروہات کا لاحق ہو جانا۔ فی الواقعہ تاثیر مباہلہ نہیں ہو سکتا

فی الواقعہ یہ ایک قسم کی شوخی اور گستاخی ہے۔ کہ ہم قرآن کریم کی آیت مباہلہ کے مقابل تشریحات کے طالب ہوں البتہ ہم ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ نے کوئی حیلہ جوئی کر کے اس مباہلہ کو اپنے سر سے ٹال نہ یا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ بالضرور مولوی مذکور کے متعلق کوئی ایسا ہی نشان ظاہر کرے گا۔ جو صدق و کذب کی پوری تمیز کرے۔ اور دراصل مولوی ثناء اللہ جس صورت میں ہمارے کذب پر علے وجہ البصیرت ایمان رکھتا ہے۔ تو اسے مناسب ہے کہ جو شرط ہم کریں وہ قبول کرے اور ہمکو کسی گریز بزعم خود کا موقعہ نہ دے اور وہ منظور کرکے ہمکو اطلاع دے۔ کہ ہم قیمت پر تیاری کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ اس کو بغرض مباہلہ بھیجدیں۔ اور ساتھ ہی لکھدے۔ کہ کتاب کے پہنچنے پر وہ اس کو اول سے آخر تک بغور پڑھیگا امید ہے کہ اب مولوی ثناء اللہ کو اس خود تجویز کردہ مباہلہ سے گریز کرنے کی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوگی۔ امرتسر یا بٹالہ میں مجمع کرنے کی جو تجویز انہوں نے بمراد حصول شہرت پیش کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اسطرح انکی شہرت ہو جائے گی۔ کیونکہ اشتہار کے اندر جو مباہلہ ہو گا۔ وہ تمام دنیا میں شائع ہو جائیگا۔ اور ہمارے رسالہ ریویو انگریزی کے ذریعہ سے یورپ امریکہ اور جاپان تک بھی مولوی ثناء اللہ کا نام پہنچ جائیگا۔ لیکن اگر آپ اس بات پر ہی راضی ہیں۔ کہ

بالمقابل کھڑے ہو کر زبانی مباہلہ ہو۔ تو پھر آپ قادیان آسکتے ہیں۔ اور اپنے ہمراہ دس تک آدمی لاسکتے ہیں۔ اور ہم آپ کا زادراہ آپ کے یہاں آنے اور مباہلہ کرنے کے بعد پچاس روپیہ تک دے سکتے ہیں۔ اگر آخر الذکر مباہلہ کو مولوی ثناء اللہ پسند کرے۔ تو جب چاہے وہ آسکتا ہے۔ اور اس کے قادیان آنے کی صورت میں اس کی جان اور آبرو کے ہم ذمہ دار ہیں" ملتقطاً مختصراً الحکم مورخہ ۳۱ مارچ صفحہ ۱۹ و ۲۰ و بدر مورخہ ۴ اپریل صفحہ ۲ و ۶ و الحدیث مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۲

دیکھئے امرتسری کے چیلنج کو کس دلیری سے جری اللہ نے منظور فرما کر نہایت صراحت کے ساتھ یہودی صفت مولوی کی نامعقول شرط کا بھی جواب دیدیا۔ اور جس طریق سے اپنے رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہندو آریوں سے مباہلہ کرنا فرمایا تھا۔ اسیطرح اس مسلمان آریہ سے مباہلہ منظور فرمایا ہے یعنی آریوں کے سامنے رسالہ موصوف میں وہ نشان صداقت جنکے قادیانی آریہ گواہ تھے۔ پیش کر کے ان پر خود قسم کھا کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھدیا۔ اور اسیطرح آریوں سے مطالبہ قسم و لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا کیا۔ مثیل آریہ امرتسری کو یہ بھی بھی فرمایا کہ تمکو کتاب حقیقۃ الوحی بھیجدی گئی ہے۔ اس کو اول سے آخر تک پڑھ لے۔ اسمیں دو سو سے زاید نشانات صداقت لکھے گئے ہیں ان نشانات کو پڑھکر بھی اگر شبہ رہے۔ تو پھر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ

لکھ دے کہ اس کتاب میں جو الہامات درج ہیں۔ وہ مرزا غلام احمد کا اپنا افترا ہے۔ اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین" اس تحریر سے یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ آریوں سے مباہلہ کے لیے وہ رسالہ تھا اور ثناء اللہ سے مقابلہ کے لیے حقیقۃ الوحی اس رسالہ کے تتمہ تمام تجویز کی گئی اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ جس طرح آریوں سے مباہلہ چاہا ہے۔ اسی طرح ثناء اللہ سے مباہلہ کو منظور فرمایا ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مباہلہ سے قبل بغرض اتمام حجت جس مباحثہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ آریوں کے لیے وہ ضرورت اس رسالہ سے پوری ہو گئی اور مسلمان آریہ کیلئے حقیقۃ الوحی بجائے مباحثہ قبل از مباہلہ قرار دی گئی ہے۔ اسی لیے بالمقابل زبانی مباہلہ کے لیے حضور مغفور علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی کی شرط کو غیر ضروری فرما کر وہ گفتنہ اتمام حجت اور مباہلہ کے لیے قبل از مباہلہ مقرر فرمائے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ الحکم والی دعوت کے جواب میں ثناء اللہ نے جو پہلو بدل کر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو انجام آتھم والی دعوت مباہلہ کا حوالہ دیکر بغیر جرح کے فیصلہ کرنے کو بلایا تھا اور لکھا تھا۔ کہ "اپنے گرو کو ساتھ لاؤ انہیں ہمارے سامنے لاؤ"۔ اس چیلنج کو حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منظور فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا۔ کہ الحکم والی دعوت سے اب کچھ تعلق نہیں رہا۔ کیونکہ الحکم نے جو دعوت مباہلہ دی تھی اس کو تو ثناء اللہ نے اس جدید چیلنج "آؤ لاؤ" والے سے رد کر دیا۔ اور ایک دوسری مصیبت اپنے لیے خرید لی۔ جس کے لیے اس خدا بین کو سخت سے سخت مشکلات کا

سامنا ہوا۔ اور جب مسیحی دم سے اپنے فی النار ہونے کا یقین ہو گیا۔ تو اس موت کے پیالے کو ٹلتا ہوا نہ پاکر گرگٹ کی طرح آفتاب رسالت کے سامنے بدحواس ہو کر رنگ بدلنے لگا۔ اور ۱۹ اپریل سنہ ۱۹ء کے اہلحدیث میں بجواب منظوری چیلنج مباہلہ اپنی مذبوحی حرکات کا کذب بیانیوں سے ایسا ثبوت دیا۔ کہ اپنے منہ پر نہیں۔ بلکہ سارے بدن پر تک دار پالش کرکے روسیاہ بنگیا۔ ملاحظہ ہوں ثنائی ہنریات ذیل

میں نے آپ کو مباہلہ کے لیئے نہیں بلایا۔ بلکہ آپ نے یا آپ کے حکم سے آپ کے تابعدار مرید ایڈیٹر الحکم نے مجھکو قسم کھانے کے لیئے کہا جسکو میں نے منظور کیا ہے۔ افسوس ہے میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہین۔ حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں حلف اور قسم تو ہمیشہ ہر روز عدالتوں میں ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔ میں نے حلف اٹھانا کہا ہے۔ مباہلہ نہیں کہا نہ میں نے آپ کو دعوت دی ہے۔ بلکہ آپکی دعوت کو منظور کیا ہے۔ نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا۔ قسم اور ہے۔ مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگوؤں ہی کا کام ہے۔ اور کسی کا نہیں ہم تو نہ آپکو قسم کھلاتے ہیں نہ آپ کی قسم کا اعتبار کرتے

ہیں۔ ہاں آپ نے ہم کو قسم کھانے کے لیئے کہا۔ اس لئے
ہم تمہارے کہنے سے قسم کھانے کو طیار ہیں۔ اگر مباہلہ
ہوتا۔ تو نتیجہ قسم پوچھنے کی اشد ضرورت نہ ہوتی۔ مگر مباہلہ
تو ہے نہیں بلکہ آپ کی حسب درخواست میری طرف
سے قسم کھانے پر آمادگی ہے۔ اسلیئے اُس عذاب کی
تعیین کرالینا آیت مباہلہ کے خلاف نہیں (حقیقۃ الوحی
کو پڑھنے کے بعد اعلان کرنے کی ایک نئی تجویز ہے جب
کتاب چھپ کر آئیگی۔ تو اس وقت اس کا جواب دیا جائیگا
کیا آپ کی طرح یہ عجیب ہے کہ آپ کو بٹالہ یا امرتسر آنے میں خطرہ
ہے قادیان میں آنے پر مجھے خطرہ نہیں۔ تاہم بٹالہ نہ
آنے کی کوئی معقول وجہ بتلائینگے۔ تو میں قادیان میں بھی
آجاؤنگا۔ الغرض مباہلہ تو مقرر ہو چکے ہیں۔ جنہیں ہمنے خط دیدیا ہے
مختصر یہ کہ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتا دو۔ کہ اس
قسم کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہ ہوگا کہ شدہ ہے۔ کہ کہیں مجھے زکام ہو
یا کچھ پھوڑے تو آپ اسے اپنی صداقت کا نشان بنالیں۔

بلفظہ ملخص اہلحدیث مورخہ ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۴ تا ۵

یہ ہے خلاصہ ثنائی جواب الجواب کا جسمیں پوری ضلالت اور یہودیت سے
کام لیکر امرتسری شیطان نے مخلوق خدا کو دہوکہ دینا چاہا۔ اور کئی بھیڑ
کو دے بھی دیا۔ مگر دیکھئے کہ آج انشاءاللہ بذریعہ احمدی اس کی کیسی

علمی اور عملی پردہ دری ہو کر بحول و قوت الٰہی ثنائی طلسم پاش پاش ہوتا ہے۔

ناظرین۔ آپ اس سارے قضیہ کو اب سوال احمدی وجواب ثنائی کے پیرایہ میں ملاحظہ فرمائیں تا کہ آسانی کے ساتھ ثنائی دجل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا دیکھ لیں۔

مکالمہ احمدی و ثنائی

بھرم کھلتا ہے ظالم آتے ہی قامت رازی کا
ترے اِس طرۂ پُر پیچ و خم کا خم نکلتا ہے

احمدی۔ ۹ مارچ کے الحکم میں آپ کو ایڈیٹر الحکم نے دعوت دی تھی یا مرزا صاحب نے؟

ثنائی۔ ایڈیٹر الحکم نے!
اہلحدیث ۹ مارچ و وطن ۲۶ اپریل صفحہ ۱۱

احمدی۔ کیا دعوت دی تھی؟

ثنائی۔ یہ کہ ثناء اللہ قسم کھاؤ کہ مرزا صاحب کا کوئی الہام ثابت نہیں۔ اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۲ء صفحہ ۱۹ کالم اول

احمدی۔ کس بنا پر یہ دعوت دی؟

ثنائی۔ بربنا رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" مصنفہ مرزا صاحب

احمدی۔ اس رسالہ سے آپ کا کیا تعلق تھا جو آپ کو دعوت دی؟

ثنائی۔ صرف یہ کہ رسالہ مذکور میں مرزا صاحب نے قادیان کے آریوں کو جو اپنے مقابلہ میں قسم کھا کر مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا۔ تو اس پر ایڈیٹر الحکم نے مجھکو بھی دعوت دیدی کہ

یہ بھی تکذیب مرزا پر قسم کھا کر پڑھ
دی۔ اور وہ رسالہ بھی بھیج دیا
اور یہ بھی کہا۔ کہ میں آریوں کو بھی قسم
پر آمادہ کروں۔!

احمدی۔ کس طرح پڑھنے
کو کہا؟

ثنائی۔ تکذیب مرزا پر قسم
کھا کر!

احمدی۔ بالمقابل قسم کھا کر یا
یکطرفہ قسم سے؟

ثنائی۔ یکطرفہ قسم سے!

احمدی۔ کیا آریوں کو بھی یکطرفہ
قسم کھانے کو رسالہ مذکور میں کہا تھا

ثنائی۔ نہیں! آریوں کو تو
بالمقابل قسم کی دعوت تھی۔

احمدی جبکہ اسی رسالے کی بنا
پر نیز صاحب الحکم کی دعوت تھی
تو یہ دعوت یکطرفہ قسم کی کس طرح
ہوئی۔؟

ثنائی۔ گو اس رسالہ کی بنا پر
ہی یہ دعوت تھی۔ مگر میں اس تحریر
کا مطلب یکطرفہ قسم ہی سمجھا۔

احمدی۔ الحکم والی تحریر میں
کونسا فقرہ دیا ہے۔ جس سے کہ
یکطرفہ دعوت سمجھی گئی۔؟

ثنائی یہ فقرہ کہ ثناء اللہ بھی
قسم کھا کر پڑھ لے!

احمدی حیف ہے تمہاری سمجھ
پر اور تف ہے تمہاری عقل پر کہ تم
ایک اردو عبارت کو بھی نہیں سمجھ سکتے
یا اپنی بیہودیت سے کالغریق بالصلق
پکڑ کر اہم سکلذی کو چھوڑتے ہو
کیا تم نے الحکم کی تحریر کو دعوت
نہیں مانا؟

ثنائی بیشک میں نے اس کو دعوت
قرار دیا۔ اور ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء کے
اہلحدیث میں صاف یہ اقرار کیا کہ "میں نے
آپ کی (یعنی مرزا صاحب کی) دعوت

کو منظور کیا ہے" صفحہ ۴ سطر ۹ کالم ۲ ہم نے آپ کی دعوت قبول کی" صفحہ ۶ کالم ۲ سطر ۱۰

احمدی: جبکہ تم نے اس کو دعوت مان لیا ہے۔ تو دعوت کے معنے بتلاؤ"؟

ثنائی: "دعوت۔ اعلان اور چیلنج ہم معنی ہیں" اہلحدیث ۹ جولائی صفحہ ۳ کالم اول سطر ۵۔ اور چیلنج کے معنی ہیں "دعوت مقابلہ" یعنی زور آزمائی کے لیئے للکارنا" اہلحدیث ۲۔ جنوری سنہ صفحہ ۵ کالم اول سطر ۲۲"

احمدی: "جبکہ چیلنج کے معنی ہیں "دعوت مقابلہ" اور دعوت و چیلنج ہم معنی ہیں۔ تو کیا دعوت کے معنی بھی بقول آپ کے "مقابلے کے لیئے للکارنا" نہ ہوئے؟ اُدہر تم الحکم والی تحریر کو دعوت مان چکے ہو۔ پس تمہارے ہی اقرار سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ الحکم نے یکطرفہ قسم کھانے کو نہیں لکھا تھا۔ بلکہ دعوت مقابلہ دی تھی جو فریقین کے وجود کو چاہتی ہے۔ دیکھا اس طرح حسب اصول خود المرء یوخذ باقرارہ تم خود اپنے اقرار سے مارے گئے

فاہم ہاں ایک اور طریق سے بھی سمجھ لو جس سے تمہاری علمی پردہ دری بھی ہوجائے۔ بتاؤ! کہ الحکم کی تحریر میں جو یہ فقرہ ہے۔ "ثناءاللہ بھی کھڑا ہوجائے تاکہ معلوم ہو۔ کہ خدا کس کی حمایت کرتا۔ اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے۔ اس لفظ "بھی" نے کیا کام کیا۔ اور لفظ کس کی سے کس کی علمی پردہ دری ہوئی؟

ثنائی: اس میں شک نہیں کہ لفظ "بھی" نے قادیان کے آریوں کے ساتھ جھگڑا دیا ہے۔ یعنے ایڈیٹر الحکم نے صاف لکھدیا کہ قادیان

بکے آریوں سے مرزا صاحب نے رسالہ میں مباہلہ کر دیا ہے۔ کہ اگر انہوں نے نشانات (صداقت) نہیں دیکھے ہیں۔ تو قسم کھا جاویں۔ اور ثناء اللہ نے بھی کوئی نشان نہیں دیکھا ہے تو وہ بھی قسم کھا کر پر کھلے "پس یہ عبارت باواز بلند کہہ رہی ہے۔ کہ آریوں کو مرزا صاحب نے دعوت مباہلہ دی کہ وہ تکذیب پر قسم کھا دیکھیں اور مجھکو الحکم نے کہ میں آریوں کیطرح قسم کھا پر کھہ لوں۔ اور لفظ کسکی نے تو بالکل کھول کر بتا دیا۔ کہ یہ دعوت مباہلہ اور بالمقابل قسم کھانے کی ہے جبھی تو یہ لکھا۔ کہ "تا معلوم ہو۔ کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا۔ اور کسکی قسم کو سچا کرتا ہے" یعنی فریقین (ثناء اللہ و مرزا صاحب) میں سے کس کی حمایت ہوتی ہے۔ اور کس کی قسم سچی ہوتی ہے اگر بالمقابل قسم نہ ہوتی تو یہ لفظ "کسکی" بے معنی ہو جاتا۔"

احمدی "الحمد للہ کہ یہانتک تو یہ ثابت ہو گیا۔ کہ (۱) الحکم والی دعوت منجانب ایڈیٹر الحکم تھی نہ منجانب مرزا صاحب علیہ السلام اور (۲) وہ برنبا رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" کے تھی اور (۳) آپ کو اس رسالے میں بالمقابل قسم کھانے کی دعوت مرزا صاحب نے دی تھی۔ اور (۴) ویسی ہی دعوت بالمقابل قسم کھانے کی ایڈیٹر صاحب الحکم نے بھی دی۔ اب بتاؤ کہ تم نے اس دعوت کا کیا جواب دیا؟"

ثنائی "میں نے اس کا جواب دیا۔ کہ "آریوں کو قسم پر مجبور کرنا۔ تو میرا اختیار نہیں" البتہ ہم تمہارے کرشن کی کذب بیانی پر قسم کھانے کو تیار ہیں۔ آؤ جس جگہ چاہو ہم سے قسم دلوا لو۔ مگر پہلے شایع کرا دو۔ کہ اس قسم

کا نتیجہ کیا ہوگا۔" اہلحدیث ۲۸ مارچ ۱۹ء صفحہ ۹ کالم دوم سطر ۲۵ لغایت ۲۰

احمدی "جبکہ الحکم والی دعوت بالمقابل قسم کھانے کی تھی۔ جو کہ مباہلہ ہے جیسا کہ ثابت ہو چکا۔ تو پھر تم نے مباہلہ کا نتیجہ کیوں پہلے پوچھا؟"

ثنائی "اس وقت تو میں نے اس کو دعوت یکطرفہ قسم ہی کہہ کر ٹالا تھا۔ اسی لئے نتیجہ قسم سے اطلاع چاہی تھی۔ اگر مباہلہ ہوتا۔ تو نتیجہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔" اہلحدیث ۲۵ اپریل

احمدی "کیا یکطرفہ قسم کھانے والے کا یہ حق ہے۔ کہ اس کا پہلے نتیجہ پوچھ لے اور پھر قسم کھاوے؟ اگر ہے تو کوئی آیت قرآنی یا حدیث صحیح پیش کرو؟"

ثنائی "یکطرفہ ہو یا دو طرفہ کسی قسم کھانے والے کو بروئے حدیث یا قرآن۔ تو ہرگز حق نہیں۔ کہ نتیجہ قسم سے آگاہی حاصل کر کے قسم کھاوے اگر کوئی شرعی دلیل ہوتی۔ تو میں پہلے ہی پیش کر دیتا۔"

احمدی "تو پھر تم نے یہ حماقت کیوں کی"؟

ثنائی "جہالت نے محض جان چھڑانے کو"!

احمدی "آگے بیان کرو۔ کہ الحکم والی دعوت کے جواب میں اور کیا لکھا"؟

ثنائی "میں نے یہ لکھا کہ مرزائیو! آؤ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ یہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے۔ جہاں تم پہلے غزنوی سے مباہلہ کر کے ذلت اٹھا چکے ہو۔ مرا ستر میں نہیں۔ تو بتلا دیں آؤ۔ سب کے سامنے کاروائی ہوگی۔ مگر اس کے نتیجہ کی تفصیل اور تشریح کرشن جی سے پہلے کرا دو ورنہ نہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے میں انجام آتھم میں مباہلے

کے لیئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ
جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو۔
سب امّت کے لیئے کافی نہیں ہوسکتا"
اہلحدیث ۲۹۔ مارچ ۱۹۱۵ صفحہ ۱۰ کالم
اول سطر ۱ تا ۷

احمدی "یہ الحکم کے کس جملہ کا جواب ہے۔ کہ مرزائیو! آؤ۔ اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ امرتسر یا بٹالہ میں آؤ اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ۔ وغیرہ وغیرہ"؟

ثنائی "الحکم کا جواب تو یہاں تک ختم ہوچکا۔ کہ ہم قسم کھانے کو تیار ہیں مگر پہلے قسم کا نتیجہ شایع کرادو۔ یہ آؤ اور لاؤ کا میں نے اپنی طرف سے چیلنج دیا ہے۔ الحکم نے تو مجھکو بلایا تھا۔ اور نہ قسم کھانے کے لیئے کوئی مقام مقرر فرمایا تھا۔ اور نہ ہی قسم کھانے کیلئے تقرر مقام لازمی ہے"

احمدی "دیکھو اب سوال یہ ہے کہیں پھر کہنے لگو کہ ہمنے کوئی چیلنج نہیں دیا۔ مرزا صاحب کی دعوت کو منظور کیا ہے"؟

ثنائی "پھر نہیں۔ میں ابھی لکھے دیتا ہوں کہ لوگوں کے سامنے تو میں ہرگز اقراری نہ ہونگا۔ کہ میں نے کوئی چیلنج مرزا صاحب کو دیا ہے"

احمدی "اگر تم ایسے ہی کاذب ہو۔ تو ہم بھی تمہیں گھر تک پہنچا کر ہی چھوڑینگے۔ اب ذرا بتاؤ کہ "آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتھ لاؤ۔ انہیں ہمارے سامنے لاؤ" جس سے ہمیں انجام آتھم میں مباہلہ کی دعوت دی ہوئی ہے" یا الحکم والی دعوے کی قبولیت و منظوری ہے۔ یا اپنی جانب سے مرزا صاحب کو مقابلے میں بلانے کی دعوت اور چیلنج"؟

ثنائی "ہے تو الحکم والی دعوت کی منظوری ہی۔ البتہ میں نے دو شرطیں

زائد اپنی طرف سے لگادی ہیں ایک
نتیجہ قسم کو پہلے بتانا۔ دوسرے مرزا
صاحب کو مقابلے میں لانا"

احمدی "مرزا صاحب کو مقابلے
میں لانے اور نتیجہ قسم پہلے بتانے کو
لیئے کس کو آپ نے کہا ہے۔؟

ثنائی۔ تمام مرزائیوں کو عموماً
اور ایڈیٹر الحکم کو خصوصاً۔ کہ وہ اپنے مرشد
سے نتیجہ قسم پہلے شایع کرادیں۔ اور انکو
میرے سامنے لائیں"

احمدی "مرزا صاحب احمدیوں
اور ایڈیٹر الحکم کے متبوع و راہنما ہیں یا
تابع اور مقتدی؟

ثنائی "بے شک تمام احمدی و
ایڈیٹر الحکم مرزا صاحب کو اپنا پیشوا اور
مقتدا و امام تسلیم کرتے ہیں نہ مقتدی
و تابع"

احمدی "جبکہ مرزا صاحب
ایڈیٹر الحکم و تمام احمدیوں کے مقتدا و امام
ہیں۔ تو تابعین و مریدین کو کیا اختیار
ہے۔ کہ امام و متبوع کو کوئی حکم دیں
یا کسی امر پر مجبور کریں؟

ثنائی "گو مجبور نہیں کر سکتے
نہ حکم دے سکتے ہیں۔ لیکن التجا اور
درخواست تو کر سکتے ہیں۔ کہ آپ
ثناء اللہ کے مقابلہ میں تشریف لے چلیں
اور ثنائی قسم کا نتیجہ بھی پہلے فرمادیں۔"

احمدی "اس درخواست پر اگر
مرزا صاحب یہ دریافت فرمائیں۔ کہ مباہلہ
کا نتیجہ یا کتاب کی قسم کا ثمرہ اس ذات کے
اختیار میں ہے جس کی قسم کھائی جاتی ہے؟
اور جس سے فیصلہ فریقین کرتے ہیں
یا فریقین میں سے کسی فریق کے اختیار
میں ہوتا ہے۔؟ تو اس کا احمدی کیا
جواب دے سکتے ہیں۔؟

ثنائی "یہ درست ہے کہ کاذب
مباہل اور قسم کھانے والی کی قسم اور
مباہلہ کا نتیجہ خدا کے اختیار میں ہے

ہاتھ میں ہے۔ لیکن مرزا صاحب چونکہ
استجابت دعا کے مدعی ہیں۔ اس لیئے
ان سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ دعا
کر کے خداوند کریم سے نتیجہ پوچھکر
بتائیں"

احمدی" اس پر اگر مرزا صاحب
یہ فرمائیں۔ کہ خدا کے تمام امور و احکام
ہیں یا امراء و حاکم کہ مصالح الٰہیہ میں
دخل دے سکیں؟ یہ تو ضرور ہے۔
کہ خدا تعالیٰ ہماری دعائیں بکثرت
قبول فرماتا۔ اور اُنکی قبولیت سے اطلاع
بخشتا ہے۔ الا جس امر کو وہ کسی مصلحت
سے ظاہر کرنا نہ چاہے۔ اس کو ہم کیسے
بتلا دیں۔ اور کس ذریعہ سے بعد مرزا
ایسا کوئی حاکم نہیں۔ جو اس سے کسی
امر کا مطالبہ کرے۔ تفیہ ثنائی جلد ۲
تو کیں کہیں۔ ذرا ہوش درست کر کے جواب
دو؟

ثنائی۔ یہ کہیں۔ کہ آپ کا تو یہ
دعوٰی ہے کہ "مجھے بارہا خدا تعالیٰ نے
مخاطب کر کے فرما چکا۔ کہ جب تو دعا کرے
تو میں تیری سنونگا" اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء
مرقع قادیانی بابت اگست ۱۹۰۶ء
صفحہ ۱۲ پھر آپ دعا کر کے کیوں نہیں
پوچھ لیتے"

احمدی اس کا یہ مطلب
کیونکر ہوا کہ ہر ایک جا و بے جا درخواست
قبول کر کے دعا کر دیا کرو۔ یہ تو خدا
کے حضور میں سخت گستاخی ہے کہ
مکذبین کے بیہودہ سوالات منظور کر کے
خداوند جل جلالہ و عظم شانہ سے اُنکے
مطابق مطالبہ کیا جاوے"

ثنائی جبکہ بموجب خواہش
حکم میری طرف سے قسم کھانے پر
آمادگی ہے۔ تو پھر کیا یہ سوال بے جا
ہے۔ کہ عذاب کی تعین کرائی جائے
کہ وہ عذاب کیا ہوگا؟ اسی لیئے میں پوچھتا
ہوں۔ کہ حلف اٹھانے پر میرے لیئے

عذاب کی تعیین کر دیجئے"۔ اہلحدیث
۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء صفحہ ۵ کالم دوم
"اور اس کی تفصیل اور تشریح پہلے
کر دیجئے" اہلحدیث ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء
صفحہ ۱۰

احمدی ہم تمہاری عذاب
کی خواہش کا جواب تو خداوند کریم نے
تمہاری قلم سے اپنی تفسیر ثنائی میں بدیں
الفاظ لکھوا دیا ہے کہ "انکی بدو باتیں
سُنکر تُو دل تنگ ہوتا ہے ہم بھی ایسے
رب کی طرف سے ہماری خواہش کے
مطابق جیسا ہم کہیں کوئی نشان
کیوں نہیں اترتا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
تو ان سے کہہ کہ نشان اور معجزات سب
خدا کے قبضہ میں ہیں کسی نبی اور پیغمبر کا
اس میں اجارہ اور زور نہیں۔ بیشک
خدا نشان اتارنے پر قادر ہے جیسے
وہ پہلے تمکو نشان دکھلاتا رہا اب بھی
دکھائے گا۔ لیکن بہت سے ان میں
نادان ہیں جانتے نہیں۔ کہ نشان نمائی
کے لئے بھی موقعے ہوتے ہیں۔
جنکو وہی خداوند تعالے خوب جانتا
ہے۔ یہ کوئی مداری کا تھیلا نہیں ہے
نہ ایک (امرتسری) جاہل نے چاہا
مجھے قسم کا نتیجہ بتا دو اور میرے لئے
عذاب معین کر دو (احمدی) دوسرے نادان
نے کہا مجھے کچھ دکھاؤ۔ تیسرے نے
کچھ اور ہی فرمائش ڈال دی۔ خدا
اس کی مصلحت اور حکمت کو خوب
جانتا ہے" صفحہ ۹ تفسیر ثنائی جلد ۳
کہو اب بھی کچھ پورا ہوا یا نہیں؟

ثنائی میں کوئی نشان
نہیں مانگتا۔ صرف اپنے لئے عذاب
کی تعیین چاہتا ہوں۔ سو وہ میرے
لئے کر دیں۔ کہ کیا عذاب مجھپر آئے گا
اور کب آئیگا غرض تفصیل و تشریح
چاہتا ہوں سو دیکھتے ہیں!

احمدی تم عجیب احمق ہو

مدعی تو ڈبل مفسر قرآن ہونے کے ہیں مجھے مگر سمجھ ایسی ہوئی کہ عذاب کا تقرر بھی اپنے لیئے چاہتے ہو جسکو کہ بطور نشان صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے قرار دو کہ اگر اس کے مطابق ہوا۔ تو مرزا صاحب صادق ہونگے۔ ورنہ نہیں! پھر کہتے ہو کہ میں نشان نہیں مانگتا۔ بلکہ عذاب کی تفصیل و تشریح چاہتا ہوں۔ کہ کیا ہوگا اور کب ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ اچھا سنو! اس کا دوسرا جواب تمہاری عقل کے مطابق بھی ہم دیتے ہیں۔ اسی اپنی تفسیر کا یہ مضمون پڑھو۔ کہ

"وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ" لا آیتہ یعنے جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں۔ ان کی بدکاری کی شامت میں انہیں کو عذاب پہنچتا ہے۔ مگر ہاں یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کہ عذاب کا منجملہ یا آیندہ کسی خبر کا بتلادینا (یا عذاب کا مقرر کردینا۔ احمدی) خدا کے اختیار میں ہے جب تک خدا نہ بتلادے کوئی نہیں بتلاسکتا۔ بلکہ اے رسول جو لوگ (کمبخت تری جیسے۔ احمدی) تجھ سے اس قسم کی باتیں (کہ قسم کا نتیجہ کیا ہوگا کیا عذاب آئے گا۔ کب آئے گا۔ احمدی) جو خدا نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھی ہیں۔ پوچھیں۔ تو اُن سے کہہ کہ میں تم کو یہ نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں یہ بتلائے اس کے غیب جانتا ہوں پھر اس قسم کے سوال مجھ سے کیوں کرو" تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۲ کہیئے! اس جواب سے بھی تم کو کچھ اپنے جاہلانہ سوال (تعین عذاب و اطلاع نتیجہ قسم) سے شرم آئی یا نہیں؟ امید نہیں۔ کہ ایک بے وفا اور بے حیا مکتب شرارت و خبث باطنی سے باوجود

لاجواب ہو جانے کے بارے لیکن یہ بات
تو تمہاری اہل علم پر بخوبی ظاہر ہو گئی؟

ثنائی تیری تفسیر کے
ان حوالوں سے تو بیشک ثابت ہوتا
ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے مکذبین بیہودہ
سوالات کرتے تھے۔ اور حسب خواہش
خود نشان کے طالب ہوتے تھے
مگر قسم کا نتیجہ تو ان میں سے کوئی نہیں
پوچھتا تھا۔ کہ جس سے میرا یہ سوال
ان جیسا سمجھا جائے میں تو حسب
خواہش نشان نہیں مانگتا۔ البتہ تعیین
عذاب کی اپنے لئے چاہتا ہوں۔ جو
ناواجب نہیں۔"

احمدی "یہ تمہاری حماقت
ہے۔ کہ اپنے سوال کو ان کے سوال
کے مشابہ نہیں جانتے اسمیں نفس سوال
سے مماثلت نہیں۔ بلکہ طرز سوال سے
تمہاری ان کے ساتھ پوری مماثلت
ہے۔ یعنے جیسی وہ نامعقول درخواستیں
کرتے تھے۔ جنکا تعلق نبوت و رسالت
سے نہیں تھا۔ ویسی ہی تم احمقانہ آرزو
تعیین عذاب کی پیشکرتے ہو۔ جسکا تعلق
صداقت و رسالت مسیح موعود علیہ السلام
سے نہیں۔ کیونکہ نزول عذاب و تعیین
عذاب منجانب اللہ ہوتا ہے۔ جس میں
کسی بشر رسول کو دخل نہیں۔ لہذا تم نے
اپنے انہیں اسلاف کے نقش قدم پر چلکر
اپنی ذلت کرائی۔ ورنہ بتاؤ۔ کہ تمہارا یہ
ایمان ہے؟ کہ خدا تعالیٰ جھوٹی قسم کھانے
والے کو ہی دنیا میں سزا دیتا ہے؟

ثنائی "میرا یہ ایمان تو نہیں
کہ خدا تعالیٰ جھوٹی قسم کھانے سے دنیا
میں سزا دیتا ہے۔ کیونکہ عدالتوں میں ہر
روز لوگ قسمیں کھا کر جھوٹ بولتے ہیں
لیکن ان کو منجانب اللہ کوئی سزا
نہیں ملتی۔ البتہ عدالت کو اگر علم ہو جائے
کہ کسی نے جھوٹا حلفی بیان دیا ہے۔ تو
وہ ضرور اس کو سزا دیتی ہے۔"

احمدی: "یہ ایمان تمہارا یکطرفہ قسم کے متعلق ہے۔ یا بالمقابل کے؟"

ثنائی: "بالمقابل قسم تو مباہلہ ہوتا ہے۔ یہ ایمان یکطرفہ قسم کے متعلق ہے"!

احمدی: "کیا بالمقابل جھوٹی قسم کھانے والوں کو دنیا میں منجانب اللہ سزا ملتی ہے"؟

ثنائی: "ہاں! بالمقابل قسم کھانے سے کاذب پر ضرور دنیا میں عذاب آتا ہے"!

احمدی: "جبکہ یکطرفہ قسم کھانے سے دنیا میں عذاب ہی نہیں ہوتا۔ تو تم نے کیوں ایسی قسم کا نتیجہ پوچھا اور کس لیے تعین عذاب چاہا"؟

ثنائی: "محض دفع الوقتی کے لیے اور جان چھڑانے کو"!

احمدی: "اب دوسری شرط کی حقیقت: کہ جب دونوں میں یکطرفہ قسم تھا۔ تو مرزا صاحب کو مقابلہ میں کس غرض سے بلاتے تھے"؟

ثنائی: "اس لیے کہ ان کے روبرو قسم کھا لیں"!

احمدی: "اس سے نتیجہ کیا"؟

ثنائی: "حماقت"!

احمدی: "تمہاری حماقت کی کوئی حد بھی ہے۔ کہاں تک اپنی حماقت کا اظہار کرتے جاؤ گے۔ آخر سمجھاؤ تو سہی۔ کہ یکطرفہ قسم کھلانے کے واسطے کیوں دنگل باندھنے۔ اور امرتسر یا بٹالہ میں آنے جانے کی ضرورت سمجھی گئی؟ کیا تحریری قسم بذریعہ اخبار یا اشتہار شایع کر دینی خلاف دعوت ایڈیٹر صاحب الحکم یا مرزا صاحب سلامٌ علیہ کے تھی؟

ثنائی "اس سے تو فقط شہادت مطلوب تھی۔ دگر ہیچ"

احمدی "دیکھو تم نے اول ہی دو جھوٹ بولے۔ ایک یہ کہ جو دعوت صراحتاً ایڈیٹر صاحب الحکم کیطرف سے تھی۔ اس کو حضرت مرزا صاحب کی جانب منسوب کیا دوسرا یہ کہ بالمقابل قسم کھا کر مباہلہ کرنے کا چیلنج تھا۔ اس کو یکطرفہ قسم کھلانے کی دعوت ظاہر کیا۔ بتاؤ۔ کہ ایسے کاذب کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے"؟

ثنائی میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ یہ دونوں امر سچ ہیں۔ (۱) مرزا صاحب کیطرف اس دعوت کو اس لیئے منسوب کیا۔ کہ مرزا صاحب نے ۴۔ اپریل کے بدر میں لکھا ہے کہ "ہماری جماعت مثل جسم کے دل کے ہے۔ اور ہماری تابع ہے" پس ایڈیٹر الحکم بھی جماعت مرزا میں ہے۔ اور بعد اس کا مرید ہونے کی وجہ سے ایڈیٹر کا قول مرزا صاحب کا قول قرار دیا گیا۔ (۲) ایڈیٹر الحکم نے مباہلہ کرنے کا چیلنج نہیں دیا۔ بلکہ قسم کھانے کی دعوت دی تھی۔ اس لیئے اس کو یکطرفہ قسم کھانا گیا نہ کہ مباہلہ" کیونکہ مباہلہ کے اصل معنی یہ ہیں۔ کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق میں بددعا کریں"

بلفظہٖ مرقع اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴"

احمدی "تمہارے یہ دونوں عذر نامعقول ہیں۔ جو الزام کو ثابت کرتے ہیں۔ سنو! جبکہ ایڈیٹر الحکم کا قول تمہارے قیاس و اجتہاد میں مرزا صاحب کا ہی قول ہے۔ تو تمہاری اسی دلیل سے یہ بھی تو ثابت ہو گیا کہ اس قول کا مطلب و مفہوم بھی مرزا صاحب ہی کی منشاء کے مطابق ہونا چاہیئے۔ جبکہ بوجہ تابعدار مرید ہونیکے

ایڈیٹر الحکم کا کہنا عین منصوبہ کا کہنا ہی تو متصور ہوسکتا ہے۔ ورنہ جس جگہ تمکو یا کسی کو یہ چیلنج دیا تھا۔ کہ جو حلف قسم کھاکر پرچہ نویس حضرت مرزا صاحب نے جیسا کہ تمہارے اور دوستوں کو بالمقابل قسم کھاکر مباہلہ کرنے کا اپنے رسالہ میں چیلنج دیا۔ ویسا ہی تابعدار مرید نے اپنے آقا و مرشد کی منشار کے مطابق تمکو بالمقابل مباہلہ کرنے کی دعوت دی تھی۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ کہ مرید کا قول تو بوجہ اتباع مرشد۔ مرشد ہی کا قول سمجھا جاتا ہے لیکن معنے اور مراد اس قول کے برخلاف منشاء مرشد لیے جاویں۔ اگر اب بھی نہ سمجھو۔ تو سخت احمق ہو۔ ۲ دوسرا عذر کہ مباہلہ کا چیلنج نہ تھا۔ بلکہ قسم کھانے کی دعوت تھی۔ اس کا جواب بھی تقریر بالا میں بخوبی آگیا ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب الحکم کے الفاظ سے بدلالۃ النص ثابت ہوگیا۔ کہ یہ دعوت مباہلہ تھی جیسا کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ کہ لفظ "کسکی" نے تمہاری نامعقولیت کو کھول دیا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ تم یہ جملہ اردو کا نہیں سمجھتے۔ جو ایڈیٹر صاحب کے چیلنج میں صاف ہے۔ کہ "خدا تعالے کسکی حمایت کرتا اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے" کیا یہ مقابلہ کی دعوت نہیں ہے۔ اور یہ بھی تمنے جھوٹ بولا۔ کہ مباہلہ میں بددعا ہوتی ہے۔ نہ کہ قسم۔ اگر یہ تمہارا جھوٹ نہیں۔ تو ذرا اہلحدیث مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۴ کالم اول کی سطر ۲۳ کو پڑھکر سناؤ؟

ثنائی "لیجے! میں پڑھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ "مباہلہ اس کو کہتے ہیں۔ جو فریقین مقابلہ پر قسمیں کھائیں۔" صفحہ ۴ سطر ۲۳ و ۲۴"

احمدی "یہ مباہلہ کی

تعریف کس نے لکھی ہے؟

ثنائی " میں نے لکھی ہے "!

احمدی " یہ تعریف مانکر بھی بالمقابل قسم کو مباہلہ نہ کہنا ثناء اللہ جیسے راستگو کا ہی کام ہے۔ جو کاذب متقی ہے۔ ہذا اس کے مباہلہ ہونے سے انکار اپنی جہالت کا اقرار نہیں تو اور کیا ہے "؟

ثنائی " میں تو بار بار کہہ چکا ہوں۔ کہ دعوت مباہلہ نہیں۔ بلکہ یکطرفہ قسم کھانے کو مجھے کہا گیا ہے۔ پھر اس کو مباہلہ کہنا مرزائی دروغ ہے۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ عدالتوں میں ہر روز حلف اور قسم ہوتی ہے لیکن مباہلہ اس کو کوئی نہیں کہتا۔ اہلحدیث ۱۹۔ اپریل سنہ [illegible] صفحہ ۴ "

احمدی " دیکھو۔ حواس باختہ ہو کر نہ بولو۔ ہوش کر کے جواب دو اور ہے۔ ہذا ان پھر مجیب [illegible] کی دعوت تو بالمقابل کی تھی جس کو تم نے " **دعوت** انکر زور زبانی کے لئے للکارنا " اس کے معنی تسلیم کر لیتے ہیں۔ اور لفظ " [illegible] " سے بالمقابل قسم کھانے کی تصریح کر رہی ہے۔ باوجود ان تصریحات کے جو خود تمہارے مضمون میں [illegible] اس کو یکطرفہ قسم کہنا اور [illegible] والی قسم سمجھنا یہ تمہارا ہی [illegible] جو عدالت میں بمقدمہ کرم الدین [illegible] کذاب حلف کے ذریعہ ظاہر ہو چکا ہے۔ اسی بنا پر تو تم یکطرفہ جھوٹی قسم کھانے پر دلیر ہو۔ جبکہ آزما چکے ہو کہ عدالت میں جھوٹ بول کر اور قسم کھا کر گواہی دینے پر کوئی عذاب الٰہی نازل نہیں ہوا۔ تو چلو یہاں بھی ویسی ہی قسم کھا کر صداقت کی تکذیب کر دو بگڑتا ہی کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ہو جائے

شرارت سے نتیجہ قسم پوچھنے پر زور دیا اس غرض سے کہ ایسی جھوٹی قسم یکطرفہ کا نتیجہ دنیا میں تو کوئی ہوگا نہیں کیونکہ ایسے کاذبوں کے لیئے تو دار الآخرت میں مواخذہ ہے۔ اسلیئے جاہلوں میں خوب بن آئے گی۔ کہ ثناء اللہ نے تو قسم کھانے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ مگر مرزا صاحب نے نتیجہ قسم نہیں بتایا۔ اس لیئے اس نے قسم نہیں کھائی۔ اور یہ کس نے پوچھنا ہے۔ کہ ثناء اللہ کا نتیجہ قسم دریافت کرنا خلاف شریعت تھا۔ یا یکطرفہ قسم پر مستعدی دکھانا۔ باوجود مرزا صاحب کیجانب سے ایسی قسم کی پہلے ہی کئی بار تردید ہو چکی کے خلاف دیانت ہے۔ اسی بنا پر تو تمہاری یہ خودسری تھی۔ پس اب ہم ثناء اللہ سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس تمہاری عدالتوں والی یکطرفہ قسم کی کیا مرزا صاحب ؟ نے تمہارے بڑے بھائیوں قادیان کے آریوں کے مقابلے میں پہلے سے تردید نہیں کر دی تھی؟

ثنائی " بے شک آریوں کو تو مرزا صاحب نے یہ لکھا تھا۔ کہ میری طرح قسم کھاویں۔ اور میری قسم کے مقابل پر قسم کھاویں۔ اکثر لوگ دو دو آنے لیکر عدالتوں میں گواہی کے وقت جھوٹ کی نجاست کھا لیتے ہیں۔ تمام مدار ایسی قسم پر ہے جو ہمیں نے لکھی ہے۔" رسالہ قادیان کے آریہ اور ہم" صفحہ ۴۳ مگر مجھے تو نہیں لکھا!

احمدی " تمہیں اس کے خلاف ہی کہاں لکھا ہے۔ اور کس نے لکھا ہے؟ کہ عدالتوں کی طرح قسم کھا تکذیب کرو"؟

ثنائی " تو مجھے کہیں نہیں لکھا۔ مگر میں تو یکطرفہ ہی قسم کھانے کو بعد دریافت نتیجہ قسم آمادہ ہوا تھا نہ کہ مباہلہ پر"!

احمدی دیکھو۔ تم نے پہلے

جھوٹ بولتے ہو۔ کہ یہ یک طرفہ قسم کی دعوت تھی۔ اور میں عبداللہ ؔ جیسی قسم کھانے پر آمادہ تھا۔ اس کو مباہلہ نہیں کہتا۔ پھر تم نے اس کو مباہلہ بھی قرار دے لیا۔ یہ جھوٹ کیوں بولا؟"

ثنائی "میں نے اس کو کبھی مباہلہ نہیں کہا۔ مرزا صاحب ہی" اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ اور اپنی معمولی کذب بیانی سے مخلوق کو دہوکہ دیتے ہیں میں نے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا" بلفظہ اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔

احمدی سچ ہے

بڑا ہی بے حیا اور بے خطا لے بےوفا توہے۔ خدا جانے کہ جن ہے دیو ہے شیطاں ہے۔ کیا توہے او ظالم۔ خود مفتری اور کذاب ہوکر صادق کی تکذیب کرتا ہے۔ اور دلیری سے شرماتا نہیں۔ اگر تونے اس کو مباہلہ نہیں کہا۔ تو اپنے اسی مضمون کا نمبر ۲۷ مندرجہ صفحہ ۴ تو پڑھکر سنا؟

ثنائی "میں پڑھتا ہوں اسمیں کیا ہے۔ سنئے! مرزا صاحب نے مجھکو لکھا تھا۔ کہ

"اگر آپ اس پر راضی ہیں کہ بالمقابل کھڑے ہوکر زبانی مباہلہ ہو۔ تو پھر آپ قادیان میں آسکتے ہیں لیکن یہ امر ضروری ہوگا۔ کہ مباہلہ ہونے سے پہلے فریقین میں شرائط تحریر ہو جاوینگی۔ اور الفاظ مباہلہ تحریر ہوکر فریقین کے دستخط ہو جاوینگے۔" بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء

اس کے جواب میں نمبر ۲۷ میں نے یہ کہا کہ "بے شک الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں۔ جنپر ہمنے تمہارے ہی منشور مضمون میں خط دیدیا ہے جنکو تم نے بھی منظور کر لیا ہے" بلفظہ

اہلحدیث ۱۹ اپریل سنہ صفحہ ۷ سطر ۲۱ و ۲۲" کہیئے! اس میں کس جگہ میں نے یکطرفہ قسم کھانے کو مباہلہ کہا ہے"؟

احمدی "وہ کونسے الفاظ مباہلہ ہیں جن پر تم نے خط دیا ہے اور کس کے مجوزہ ہیں"؟

ثنائی "وہ یہ ہیں۔ کہ "ہم حلفیہ کہدیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم خدا کیطرف سے مامور نہیں جانتے۔ بلکہ اعلےٰ درجہ کا جھوٹا۔ مکار۔ فریبی ہے اور اس کی کوئی پیشگوئی خدائی الہام سے نہیں ہے" بلفظہ اہلحدیث ۱۹ اپریل سنہ ۱۹ صفحہ ۷ کالم دوم اور میرے ہی مجوزہ ہیں"

احمدی "تم نے یہ الفاظ زیر خط مباہلہ کرنے کے لیئے تجویز کئے تھے۔ یا یکطرفہ قسم کھانے کو"؟

ثنائی "یہ الفاظ مباہلے کے لیئے ہیں۔ جیسا کہ نمبر ۲ میں میں نے بتلایا ہے۔ یکطرفہ قسم کے لیئے نہیں"

احمدی "دیکھو یہاں تم چاروں شانے چت ہو گئے۔ یا تو حضرت مرزا صاحب سلام علیہ کی طرف بیحیائی و بے باکی سے یہہ خطاب کرتے تھے کہ "میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اس کو مباہلہ کہتے ہیں۔ دروغگوئی سے کام نیچے میں نے تو حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا" اہلحدیث ۱۹ اپریل صفحہ ۷ کالم اول و دوم یا حسب مثل مشہور کہ دروغگو را حافظہ نباشد اسی مضمون میں نمبر ۲۔ یہ کہکر خود ہی اس کو مباہلہ مان لیا۔ کہ بے شک الفاظ مباہلہ مقرر ہو چکے ہیں' صفحہ ۷، اور جن الفاظ کو زیر خط نقل

کرکے مقرر شدہ کہا گیا ہے۔ وہ اپنے ہی مجوزہ الفاظ میں۔ جو ۲۹۔ مارچ ۱۹۱۱ء کے اہلحدیث میں بجواب دعوت اقوم ایڈیٹر صاحب الحکم بخیال خود یکطرفہ قسم کھانے کے واسطے مقرر کئے تھے بتاؤ اب کون جھوٹا۔ فریبی۔ مکار بدکار ناہنجار۔ اور کذاب ثابت ہوا؟؟ جس نے کہ شروع مضمون میں اس کو یکطرفہ قسم کھانا۔ اور اس دعوت کو مباہلہ کہنے سے انکار کرنا لکھا تھا اور آخر میں کھینچ کر خود ہی اس کا نام مباہلہ رکھدیا۔ وہ جو شروع سے ہی مباہلہ پر آمادہ اور بالمقابل قسم کھانے پر مستعد ہے"؟

ثنائی تاہمی میں چت نہیں ہوا۔ صرف زمین پر منہ کے بل گرا ہوں۔ کیونکہ میں نے نمبر ۶ میں یکطرفہ قسم کو مباہلہ نہیں کہا بلکہ مرزا صاحب کے ارشاد کے مطابق قادیان میں بالمقابل قسم کھانے کا نام مباہلہ رکھا ہے"!

احمدی "یہ تمہاری چالاکی ہے۔ کہ نیچے پڑے بھی خبر نہ دینا چاہتے ہو۔ اگر قادیان میں بالمقابل قسم کھانے کا نام مباہلہ رکھتے۔ تو الفاظ زیر خط کو جو یکطرفہ قسم کے لئے خود تجویز کئے تھے "الفاظ مباہلہ" نہ قرار دیتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کو جو آیۃ مباہلہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین والے ہیں الفاظ مباہلہ لکھتے۔ پس یہ تمہارا معمولی کذب ہے۔ کہ حیلہ بہانہ کرکے اپنا چت ہونا نہیں تسلیم کرتے۔ اور اس کو صرف گرنا بتاتے ہو مگر ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا چت ہونا ہی جب تک زبان سے نہ کھلوا دیں۔ نیچے سے نکلنے نہ دینگے۔ اگر تم اس گرفت سے نکلنا چاہو۔ تو یہ محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے دیکھو اب دوسری پکڑ سے تم کو زمین

کے ساتھ ملاتے ہیں۔ کہ پھر اٹھ ہی
نہ سکو۔ اچھا ذرا اپنے مرقع ۱۱ اگست
کے صفحہ ۵ کی سطر ۱۹ و ۲۰ تو پڑھ کر
سنا دو؟

ثنائی۔ اسمیں کیا ہے
وہ بھی پڑھو الو سنو! میں نے
مرزا صاحب کے اعلان باردوم کے
جواب میں لکھا ہے۔ کہ
"تمہارے مقابلہ پر اگر حلف
اٹھائی جاوے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا جس کا
جواب تم نے آج تک کچھ نہ دیا! (آپ
دوسرے لباس میں جلوہ آرا ہوئے"
بلفظہ مرقع صفحہ ۵
بھلا اس سے کیا ثابت ہوا؟

احمدی۔ اس سے جو
ثابت ہوا۔ وہ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے!
پہلا یہ تو بتاؤ۔ کہ مقابلہ پر حلف اٹھانے کا
نتیجہ تم نے کب پوچھا تھا؟

ثنائی۔ "اہلحدیث مورخہ
۱۹۔ اپریل میں پوچھا ہے۔ کہ "آپ
ہمکو قسم کھانے کے لیے کہا۔ ہم نے
آپ کی دعوت قبول کی۔ مگر اس شرط
پر کہ اس حلف کے نتیجے سے اطلاع
دیں۔" صفحہ ۶ کالم دوم

احمدی۔ "او کاذب!
اہلحدیث مورخہ ۱۹۔ اپریل میں تو بالمقابل
قسم سے انکار کر کے یکطرفہ قسم کا نتیجہ
پوچھا ہے۔ اور کھول کر لکھا ہے کہ
"میں نے حلف اٹھانا کہا ہے۔
مباہلہ نہیں کہا" کیونکہ "مباہلہ
اس کو کہتے ہیں جو فریقین مقابلہ
پر قسمیں کھائیں۔" اور مرقع میں اسی
یکطرفہ قسم کو بالمقابل قسم کا نتیجہ پوچھنا
لکھکر اس طرح دروغگوئی کی ہے۔ کہ
چونکہ تم لوگ ہوائی گھوڑے چلایا
کرتے ہو۔ اس لیے ضرورت پیش
ہوئی۔ کہ تم سے پوچھ لیا جائے
کہ تمہارے مقابلہ پر اگر حلف اٹھائی

جاوے۔ تو نتیجہ کیا ہوگا۔ صفحہ ۵ دیکھو تو ظالم اس سے زیادہ تیری پردہ دری کیا ہوگی۔ کہ اول تو مقابلہ پر قسم کھانے جس کا نام مباہلہ ہے۔ ڈر کر یکطرفہ جھوٹی قسم جیسی کہ عدالتوں میں ہوتی ہے۔ اور خود بھی کھا چکا ہے۔ کھانے پر آمادگی ظاہر کرتا ہے وہ بھی اس شرط پر کہ اس کے نتیجہ سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ اس سے بھی انکار ہے۔ اور پھر چھپتے ہوئے انکر لکھتا ہے کہ تمہیں مقابلہ پر قسم کھانے کا نتیجہ پوچھنا تھا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ فسادرین الخائنین ؎

سفلہ خو مفسد و کذاب و شقی بدکردار
تجھ سے بڑھکر تو زمانہ میں نہ ہوگئے زنہار۔

بول! اب بھی چت ہوا یا نہیں۔

ثنائی چت ہونیکا اقرار تو مانے کرتا نہیں۔ چاہے تم کتنا ہی زور لگا لو۔ کیونکہ میں ملا ہوں۔ "اور ملا آن باشد کہ چپ نہ شود" تفسیر ثنائی جلد ۱ حاشیہ صفحہ ۲۲ پس میں تو کوئی نہ کوئی حیلہ کرتا ہی رہونگا۔ یہاں مقابلہ پر حلف اٹھانے کا نتیجہ ہی پوچھا ہے۔ اور تو کچھ نہیں۔ ۱۹ اپریل کے اہلحدیث میں بھی حلف اٹھانے کا نتیجہ پوچھا تھا۔ گو وہ یکطرفہ قسم کے متعلق تھا۔ اگست کے پرچہ میں مقابلے والی قسم کا نتیجہ پوچھ لیا۔ تو گنہ کیا ہوا۔ پوچھا۔ تو بہرحال نتیجہ ہی ہے۔ یکطرفہ قسم کا پوچھا تب کیا۔ اور اگر بالمقابل کا پوچھا تب کیا۔ بات ایک ہی ہے۔"

احمدؐ ؎

ناکام آئی یہاں پھر بھی تری تزویر ہے ہائے
طمانچہ اپنے ہاتھوں آپ تونے گال پر کھایا

یہ تیرا عذر نامعقول تجھکو بوالفضول ثابت کر رہا ہے۔ یکطرفہ قسم کا نتیجہ پوچھنا شرارت تھی۔ اور بالمقابل قسم کا نتیجہ دیا تھ

کرنا جہالت معہ ثبوت ضلالت ہے
کیونکہ بالمقابل قسم کھانے کو مباہلہ
کہتے ہیں۔ اور مباہلہ کا نتیجہ پوچھنا عجز
کاذب۔ دروغگو۔ متقی امرتسری دجال
اکبر کے دوسرے کا کام نہیں جو
خود ہی اہلحدیث مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۸ء
میں لکھتا ہے۔ کہ "نمبر ۱۳۔ اگر مباہلہ
ہوتا۔ تو شاید نتیجہ پوچھنے کی ضرورت
نہ ہوتی۔ مگر مباہلہ تجھ سے نہیں۔ بلکہ میری
طرف سے ایکطرفہ قسم کھانے پر آمادگی
ہے۔ اس لیے اس عذاب کی تعیین۔
کرالینا آیت مباہلہ کے خلاف نہیں"
بلکہ صفحہ ۵ کالم دوم تب بول کہ یکطرفہ
قسم کا اور بالمقابل قسم کا نتیجہ پوچھنا ایک
ہی بات ہے۔ یا دو باتیں؟ اچھا بتا
اب بھی چت ہوا یا نہیں؟

ثنائی "چت تو نہیں ہوا
البتہ شیعہ زمین سے لگ گئی ہے۔ سید
ایک امر اب مجھے اس وقت الفسا
ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ مرقع اگست
میں جو بالمقابل قسم کا نتیجہ پوچھا ہے یہ
کاتب کی غلطی سے شاید لکھا گیا۔ اور
میری نظر سے نہیں گذرا"!

احمدی ؎

ہوئی ہے خبط تیری عقل بوالوفا اسجا
ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا

او مولوی! ہمنے بھی انشاء اللہ تیری
زبان سے چت ہونیکا اقرار کرانا ہے۔
ذرا دیکھتا جا۔ کہ کیا تیری گت بناتا ہوں
تیرے اس سہو کاتب والے جھوٹ کو
بھی مان لیا جائے۔ تو ہم مرقع اگست کا
صفحہ ۴۰ الاصل مضمون پیش کرتے ہیں
کہ اس کو پڑھکر بتا یہ تو سہو کاتب کا
نہیں؟

ثنائی "لو میں اسے بھی
پڑھتا ہوں۔ اس میں سے کیا
نکالو گے بستو۔ وہ یہ ہے کہ جب
مرزا صاحب نے میری جان لینے کو

آخری فیصلہ کا اشتہار دیا تو مینے
جان بچانے کو اس کے جواب میں لکھا
کہ چند دنوں کا ذکر ہے کہ آپ نے مجھے
مباہلے کے لئے بلایا۔ میں نے آمادگی
ظاہر کی۔ اور لکھا۔ کہ میں آپ سے مباہلہ
کرنے کو طیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ
اس مباہلے کے نتیجے سے مجھے اطلاع دیں
خدا سے دعا کریں۔ کہ وہ نتیجہ بتادے کہ اس
مباہلہ کے بعد تم پر کیا کیفیت ہوگی" بلفظہ
مرقع اگست سنہ صفحہ ۱۲

احمدی: اسمیں تو نے
تین امر بیان کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں
اول مرزا صاحب نے مجھے مباہلہ
کے لئے بلایا۔
دوم میں نے آمادگی ظاہر کی کہ میں
مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔
سوم مگر مباہلہ کے نتیجہ سے پہلے اطلاع
دیں۔
اب نمبر وار ان کا ثبوت دے پہلے
تو یہ بتا۔ کہ مرزا صاحب نے تجھے کب
مباہلہ کے لئے بلایا تھا؟

ثنائی: ۲۹ مارچ کے الحکم
اور ۴ اپریل سنہ کے بدر میں مجھے
مرزا صاحب نے مباہلے کیلئے بلایا!

احمدی: "الحکم" والی دعوت
کو تو تم یہ مان چکے ہو۔ کہ وہ یکطرفہ قسم
کی تھی۔ اور اس کا نام مباہلہ کہنے والے
کاذب ہیں۔ اہلحدیث ۱۹۔ اپریل سنہ
اور وہ تھی بھی ایڈیٹر صاحب الحکم کیطرف
سے: دیکھو ۲۶ اپریل سنہ صفحہ ۱۱ پھر
بھلا وہ مرزا صاحب کی طرف سے دعوت
مباہلہ کیونکر ہوتی؟ اب رہا ۴ اپریل
والے بدر کا مضمون۔ سو اس کو تم اپنی
۲۹ مارچ والی تحریر میں منظوری سے
موسوم کر چکے ہو۔ جیسا کہ تم نے لکھا ہے
"بات تو صرف اتنی ہے کہ آپکے
اخبار (الحکم) میں مجھکو (یکطرفہ) قسم کھانے
کی بابت کہا گیا۔ میں نے (۲۹) مارچ

کے الحدیث میں ہے) منظور کیا اب اس کے بعد ۱۹ اپریل کے بدر میں) میری اس تحریر کی منظوری دی ہماری تجویز (یکطرفہ قسم کھانے کی) کو منظور کرنا۔ گویا ہماری (نتیجہ قسم بتلانے والی) شرط کو بھی منظور کرنا ہے:" الحدیث ۱۹ اپریل سنہ صفحہ ۹ کالم دوم۔ سطر ۳ لغایت ۷

دیکھا۔ کیسا صاف بیان ہے کہ تمہیں بدر والے مضمون کو تم نے اپنی یکطرفہ قسم والی تجویز وشرط کی منظوری قرار دیا ہے۔ نہ کہ مرزا صاحب کیطرف سے کوئی دعوت مباہلہ ذرا دوبارہ اپنا جواب زیرخط کو پڑھکر بتاؤ۔ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کب مباہلے کے لئے تمہیں بلایا۔ اور یہ سمجھ لو کہ مرقع سے جو عبارت ہم نے نقل کی ہے۔ اس میں بجز ۱۷ مارچ کے الحکم اور ۱۴ اپریل کے بدر والے مضمونوں کے اور کسی دوسرے مضمون کیطرف اشارہ نہیں۔ اور ان ہر دو اخبارات کی تحریروں کو تم دعوت یکطرفہ قسم و منظوری تجویز خود بتا چکے ہو۔ لہذا تمہارے مفتری و کذاب ہونے کے علاوہ یہ امر بپایہ ثبوت پہنچگیا۔ کہ جس کو تم نے یکطرفہ قسم کہکر مباہلہ نام رکھنے سے انکار کیا تھا۔ اسی کو دروغگوئی سے مباہلہ کہدیا۔ اور یہی ثابت کرنا اس مقام پر ہمارا مقصود تھا۔ آگے اس دوسرے دعوے کا ثبوت دو "کہ میں نے آمادگی ظاہر کی۔ اور لکھا۔ کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے کو طیار ہوں" مرقع صفحہ ۱۳ کب تم نے آمادگی ظاہر کی؟

ثنائی "یہ آمادگی بذریعہ اخبار الحدیث مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ظاہر کی گئی تھی۔ دیکھو صفحہ ۷ کالم ۲

جہاں پر لکھا ہے کہ "ہم قسم کھانیکو طیار ہیں۔ مگر پہلے یہ بتادو۔ کہ اس قسم کا نتیجہ کیا ہوگا" سطر ۲۲۔

احمدی سے

بہات عدو کی ہے مری عقل سے باہر
بے جلد تو ضد اس کی اے عماد کدھر ہے

سوال تو ہے مباہلہ پر آمادگی سے۔ اور جواب ملتا ہے۔ قسم کھانے پر طیاری کا۔ او بدبخت! بجائے آمادگی بر مباہلے کے تونے تو اسی اہلحدیث میں یہ لکھا ہے۔ کہ "یہ نہیں کہ میں مباہلہ سے ڈرتا ہوں۔ بلکہ آپ کو راست گوئی کا سبق دیتا ہوں۔ کہ میرے مقابلے پر کذب بیانی نہ کیا کریں۔ میں نے جو کہا ہے۔ وہ تو میری طرف نسبت کیجئے۔ میں نے مخلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا۔" اہلحدیث ۱۹۔ اپریل سنہ صفحہ ۴

دیکھئے تو! اسمیں مباہلے سے گریز و فرار ہے۔ یا مباہلہ پر آمادگی کا اظہار"؟

ثنائی "آپ سمجھے نہیں

اسی کا نام مباہلے پر آمادگی ہے۔ قسم کھانا بھی تو مباہلہ ہی ہے"!

احمدی سے

منکرا! تیری تیز اتنی نہیں تا آئی کوئی
بے حیائی کج ادائی تجھ پہ ساری ختم ہے

او منحوس!! اب قسم اور مباہلہ کو ایک ہی بیان کرتا ہے۔ حالانکہ مندرجہ صدر عبارت کے قریب ہی تونے یہ لکھا ہے کہ "قسم اور ہے مباہلہ اور ہے۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگوؤں ہی کا کام ہے اور کسی کا نہیں" اہلحدیث ۱۹۔ اپریل سنہ صفحہ ۴ کالم دوم۔ بتا۔ اب قسم کو مباہلہ کہکر تو نجس کا ذمین کا

مسیح کذاب اکبر ثابت ہوا یا نہیں"؟

ثنائی "چونکہ ایک جگہ غلطی سے میں نے قسم کو مباہلہ کہدیا ہوگا۔ اس سے چنداں نقصان نہیں۔ کیونکہ جھوٹ بولنے والا بھی متقی اور جنتی تو ہو سکتا ہے۔ پھر نی مسیح کے مسیح موعود کے مقابلہ میں تو میرا حق ہی ہے۔ کہ میں جھوٹ بولکر بھی اپنا کام چلالوں"

احمدی

ثناء اللہ تو پتلا ہے حماقت اور جہالت کا *** بیاں میں کیا کروں تیری شرارت و ضلالت کا

او خناس ایسا شیطانی مذہب تو نے کہاں سے حاصل کیا کہ کذب و فسق کو مان کر بھی متقی بن بیٹھا تیری ہی شیطنت کا کہ کذاب بھی متقی ہو سکتا ہے ہم دہری موقعہ پر انشاء اللہ دندان شکن ایسا جواب دیں گے۔ کہ تیرے ادعائے کذب کے تمام بخیے ادھڑ جائیں گے ذرا صبر کر۔ اور تیسرے امر کا جواب دے۔ کہ مباہلے کے نتیجے سے پہلی اطلاع دی "کیا مباہلہ کا بھی پہلے نتیجہ پوچھنا ضروری ہے"؟

ثنائی۔ "ہاں ضروری ہے کیونکہ مرزا صاحب معمولی واقعات کو اپنے پیشگوئی کی صداقت بتلایا کرتے ہیں۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ کہیں مجھے زکام ہو۔ یا کچھ پھوٹے تو وہ اپنی صداقت کا آسمانی ہاتھوں سے بالاتر نشان بنالیں" (اہلحدیث ۹ اپریل سنہ صفحہ ۷ کالم دوم)

اس لئے مباہلہ کا نتیجہ پوچھا گیا تھا۔

احمدی

ترا یہ بہت اس شیطانی کے مقابل ہے؟

تری تقریر باطل ہے تری تحریر باطل ہے
او کمبخت۔ اسی مضمون میں نمبر ۱۳
تونے یہ لکھا ہے کہ "اگر مباہلہ ہوتا۔
تو شاید (نتیجہ پوچھنے کی) ضرورت
نہ ہوتی"۔ مگر مباہلہ تو ہے نہیں صفحہ ۵
اب مباہلہ کا ہی نتیجہ پوچھنے لگ گیا
تف ہے تیری اس لیاقت پر۔ بول
اب تو چاروں شانے چت ہوئیگا
ورنہ پھر تیری چھاتی میں میخ گاڑ کر تجھ کو
زمین سے ملادوں تب ہی ملے گا"

ثنائی میں چت ہونے کا
اقرار ہی نہیں کرونگا۔ تو تم کیا کرو گے؟

احمدی ۔
لے دیکھ میرے ہاتھ میں لے حاسد
مکار ☩ اس دم غرض تیغ زول
کلک رواں ہے۔

اب میں تیرے سینہ کو زمین
سے لگا کر اوندھا سنبھل گرتا
ہوں۔ تاکہ ہمارے ناظرین تیری
پیٹھ کو دیکھ لیں۔ کہ چت ہونے کا
نشان اس پر لگا ہوا ہے۔ اور وہ تمام
خاک آلودہ ہے۔ یا نہیں۔ دیکھ مینچ
والے تحریر سے تونے سہو کاتب
کہکر جان چھڑالی۔ اور اسی میخ سے
جب دوسرے مقام پر تیرا صاف و
صریح مباہلہ کا اقرار دکھایا تو اس کو
بھول کر لکھ دینا تونے بتایا۔ اگر پہلا
اقرار سہو کاتب سے تھا۔ اور دوسرا
سہو کاذب سے تو براہ مہربانی اپنا اخبار اہلحدیث
مورخہ ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء کا صفحہ اول تو
سناؤ"؟

ثنائی کہیں سے پڑھو اور
تمہارا مدعا تو ثابت ہو ہی چکا ہے۔ مگر
میں ماننے والی کھوپری کب ہوں نہ
مجھے شرم ہے نہ حیا۔ تو پھر مجھے
کس کی پروا۔ لو میں پڑھتا ہوں سنو
میں نے صاحبزادہ مبارک احمد
خلف اصغر مرزا صاحب کی وفات

پھر یہ لکھا تھا۔ کہ

"ہمارے ناظرین آگاہ ہونگے کہ مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجھکو (بذریعہ الحکم مورخہ ۱۷۔ مارچ سنہ ۶ احمدی) مباہلہ کے لیئے بلایا تھا جس کے جواب میں میں نے (بذریعہ اہلحدیث مورخہ ۲۹۔ مارچ سنہ احمدی) لکھا تھا۔ میں آپ سے مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ مگر یہ بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا۔؟ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین بولو۔ وہابیو۔ آمین۔ کیونکہ ۱۹۔ اپریل کے اہلحدیث میں صاف لکھا ہے۔ کہ اگر یہ مباہلہ ہوتا۔ تو شاید (اثر پہنچنے کی) ضرورت نہ ہوتی مگر مباہلہ تو ہے نہیں۔ بلکہ آپ کے حسب درخواست میری طرف سے قسم کھانے پر آمادگی ہے صفحہ ۵ کالم دوم احمدی)۔ آپ خدا سے دعا کرکے نتیجہ حاصل کریں اور مجھے بتلادیں۔ کہ اگر میں آپ کے ساتھ جھوٹے پر لعنت کروں یعنے مباہلہ کروں۔ تو مجھپر کیا اثر ہوگا۔ (غیر مقلدوں! پھر ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہتے ہیں۔ تم زور سے کہو۔ آمین۔ کیونکہ ۱۹ اپریل سنہ کے اہلحدیث میں تو یہ لکھا ہے۔ کہ میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے۔ مگر آپ اس کو مباہلہ سمجھتے ہیں۔ نہ میں نے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا لکھا تھا صفحہ ۳ اور جہاں یہ تھا باوجود اس امرتسری خناس بحث ہے۔ کہ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ اگر میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہکر مباہلہ کروں۔ تو مجھپر کیا اثر ہوگا۔ کالمفلس ہو! بتلاسکتے ہو۔ کہ یہ تناقض اور تخالف کیوں ہے ایک ہی بیان میں اتنا اختلاف کیوں ہوا؟ سچ ہے وجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اہلحدیث ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۶ صفحہ ۵ احمدی)

احمدی ۔ ۵

دیکھ لو کیا پھنسا ہے کاذب امرتسری
احمدی نے کسطرح کردی ہے اسکی گرگی

بول او اہلحدیث کے کودن! اس
بیان میں تو نے صراحتاً مان لیا ہے
یا نہیں. کہ جس کو ۱۹۔ اپریل کے اہلحدیث
میں یکطرفہ قسم کی دعوت لکھا تھا۔ اور
مباہلہ کہنے سے انکار کیا تھا۔ وہ مباہلہ
اور بالمقابل لعنت کرنے کی دعوت
تھی ؎

ہے اگر ہمت تو دے پھر جواب
ورنہ کاذب ہو گیا تیرا خطاب
دے جواب اس کا تو اے اہلحدیث
یہ تہافت اس قدر کیوں ہے خبیث
کچھ تو بول اے کاذب امرتسری
ہے خباثت کیوں تیرے دل میں بھری
دیکھ کر اپنا مرقع جون کا!
اپنا فتوے اپنے اوپر تو لگا!
صادقوں کو بے حیا کہکر دہان
اپنی ذلت کو کیا تو نے عیان
بے حیا ہے اس میں بتایا ہے لے
جو مخالف قول کے اپنے کہے
مرتکب اس فعل کا جب خود ہوا
بے حیا بنکر دیا تو نے دکھا
اب نہیں انکار کا کوئی مقام
ہو چکی بس آپ کی ترکی تمام
صادقوں کی دشمنی کی ہو فنا
مل گئی یہ دیکھ لے کیسی سزا
لعنۃ اللہ علیک ای غبی
احمدیہ والے کہ اب نہ آنا کبھی

سلہ بے شرم اور بے حیا کون ہے
وہی بے حیا ہے. جو اپنی تحریر (اشتہار
اہلحدیث مورخہ ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۹ء
احمدی) کا آپ (مرقع اگست سنہ ۱۹ء
خلاف کہے۔ پھر اسے اپنے (مرقع
اگست سنہ ۱۹ء والے احمدی) مخالف
کلام کو (اہلحدیث مورخہ ۱۱۔ اکتوبر
سنہ میں۔ احمدی) بطور سند
پیش کرے۔

لا یفعلہ (دیا کوئی نہیں کرتا
احمدی) الا (مگر امرتسری شیطان احمدی)

من سفہ نفسہ (جو خباثت سے بھرا ہوا ہے۔ احمدی) مرقع جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۳ - یہ کلام امرتسری نافرجام نے اخی المعظم حضرت مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ کی شان مبارک مین اپنی دناءت طبع سے لکھا تھا۔ جو خدا کے فضل سے اسی بد باطن پر ایسا چسپان ہوا ہے۔ کہ اس کا دل ہی جانے گا۔

بفضل خدا یہ بحث ہم نے اس حد تک پہنچا دی ہے۔ کہ ہر ایک عقل کا انسان بشرطیکہ وہ نیک طینت قرآنی متقی ہو۔ اس سے صحیح نتیجہ حاصل کر لیگا۔ مگر بپاس خاطر ناظرین ذیل مین تمام تقریر کا ایسا خلاصہ نقل کر دیتے ہین جس سے قند مکرر کا لطف آجاے۔

وباللہ التوفیق

خلاصہ تمام بحث کا

یہ ہے۔ کہ سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فروری ۱۹۰۶ء مین بذریعہ اپنی نادر اور بے بہا تصنیف موسومہ بہ "قادیان کے آریہ اور ہم" چند نشانات صداقت بیان فرما کر سرپت ملاوامل آریہ سکنائے قادیان کو بالمقابل قسم کھا کر مباہلہ کرنیکا چیلنج دیا۔ اور صاف الفاظ مین ان نشانات کے منجانب الٰہی ہونے پر پہلے خود قسم کھائی۔ اور ویسی ہی قسم کھا کر تکذیب کرنے کے لیے آریوں کو کہا۔ اور یہ بھی کھول کر بتا دیا۔ کہ معمولی یکطرفہ تکذیب یا قسم جیسی

کہ عوام عدالتون مین روز دو دو آنے کے کہاتے رہتے ہین۔ کچھہ
شے نہین۔ مدار فیصلہ بالمقابل قسم اور مباہلہ پر ہے۔ تاکہ خدا کا فیصلہ
صادق وکاذب مین تمیز کرا دینے کا صادر ہو۔ اس رسالہ کی ایک کاپی ثناء اللہ کو بہی بہیجی تہی
اور ۱۷ مارچ سنہ ۱۹ء کے الحکم مین اسی رسالہ کی بنا پر امرتسری کو اپنی طرف سے دعوت دی گئی کہ اگر ثناء اللہ نے
بہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا کوئی نشان نہین دیکہا۔ تو وہ بہی قسم
کہا کر یہ کہہ لے تا معلوم ہو جائے کہ خدا تعالیٰ کس کی حمایت کرتا ہے
اور کس کی قسم کو سچا کرتا ہے،، اس دعوت کا مطلب صاف تہا کہ
جس طرح حضرت مرزا صاحب ؑ نے آریون کو چیلنج مباہلہ دیا ہے
کہ (اگر وہ ان نشانات کے جو رسالہ مین درج ہوئے ہین۔ مکذب اور
منکر ہین۔ تو سفیہانہ تکذیب کو چہوڑ کر خدا کے حضور بشہادت
خدا قادر توانا تکذیب کرین۔ تاکہ خدا تعالیٰ صادق وکاذب کا فیصلہ
کردے) اسیطرح اڈیٹر صاحب الحکم نے امرتسری آریہ کو دعوت
دی۔ کہ اگر اس نے صداقت مرزا صاحب کا کوئی نشان نہین دیکہا
تو وہ بہی آریون کیطرح بالمقابل قسم کہا کر معلوم کرلے۔ کہ اس کی
قسم سچی ہوتی ہے یا مرزا صاحب علیہ السلام کی۔ الحکم والی دعوت کا یہ
مطلب غبی سے غبی اور کودن سے کودن بہی سمجہہ سکتا۔ کہ برخلاف
منشا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام یکطرفہ قسم کہا کر اس طرح تکذیب کرنے
کی دعوت ہے جسطرح لوگ ہر روز عدالتون مین حلف اٹہا کر جہوٹ
بولا کرتے ہین۔ اس صاف وصریح دعوت مباہلہ کو امرتسری مکذب

نے اس طرح ٹالا۔ کہ یک طرفہ قسم کہانے پر آمادگی ظاہر کی وہ بہی اس شرط پر کہ پہلے قسم کا نتیجہ بتاؤ کہ کیا ہوگا تب قسم کہاؤں گا۔

یہہ جواب تو الحکم کی دعوت کا دیا۔ اور آگے چلکر اپنی جانب سے ایک چیلنج بھی دے دیا کہ "مرزائیو۔ سچے ہو تو آؤ۔ اور اپنے گرو کو ساتہہ لاؤ" بہلا خدا کا برگزیدہ جری اسرنی حلل الانبیاء ایسے موقعہ کو ایک دشمن دین عدو مبین مورد لعنت اللہ علی الکاذبین مسیحیت و مہدویت کی صداقت پر جان قربان کر کے مہر کرنے کو تیار ہے۔ کب ہاتہہ سے جانے دیتا۔ آپ نے فوراً امرتسری لعین کی اس دعوت مباہلہ کو (۱) مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گرو کو ساتہہ لاؤ۔

(۲) انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام آتہم میں مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب امت کیلئے کافی نہیں ہوسکتا" اہل حدیث ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء بذریعہ اخبار الحکم مورخہ ۳۱ مارچ و بدر ۴ اپریل ۱۹۰۷ء منظور فرما کر نتیجہ مباہلہ کے متعلق لکھدیا کہ۔

"مباہلہ کی بنیاد جس آیت قرآنی پر ہے اُس میں تو صرف لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہے اور اس جگہ خداتعالٰی نے لعنت کو قائمقام اُن تمام عذابوں اور وبالوں کا رکہا ہے جو ایک صادق کی تکذیب میں مکذبین کے لاحق ہوتے ہیں اور ہم ایمان رکہتے ہیں کہ مولوی ثناءاللہ کے متعلق بہی

نانہ بروقت امتحان اُن میں سے کسی کو خود دیکھ لیگا ہان
یہ ضروری ہے کہ مباہلہ کی تاثیر کاذب کیلئے ایک ایسے رنگ
مین ظاہر ہو کہ جسکو دیکھکر ایک زمانہ بول اُٹھے کہ یہ ایک
صادق کی تکذیب کی سزا ہے معمولی تکلیفات یا مکروہات کا
لاحق ہو جانا فی الواقعہ تاثیر مباہلہ نہین ہو سکتا۔" اہل حدیث
مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۱ء صفحہ ۷ کالم ۲ ۔

اس جگہ حضور علیہ السلام نے جہانتک کہ ایک صادق راستباز کو
خدائی قانون کے ماتحت رہکر کسی نافرمانی یا تکذیب آیات سبحانی کے
نتائج بیان کرنے کا حق حاصل ہو سکتا ہے وہانتک تو کھول کر بتا دیا ہے
اب ایسی تشریح کے بعد ایک مکذب معاند کا پھر بھی یہی کہے جانا کہ

"تم معمولی معمولی واقعات کو اپنی پیشگوئی کی صداقت بتلایا
کرتے ہو اس لئے خطرہ ہے کہ کہیں مجھے زکام ہو
یا نکسیر بہہ نکلے تو آپ اُسی کو اپنی صداقت کا آسمانی
نشان بتالیں" بلفظہ اہل حدیث ۱۹ اپریل صفحہ ۷ کالم ۱

یہ ظاہر نہیں کرتا کہ فضول بکواس سے حیلہ سازی اور چالبازی کرکے دفع الوقتی
کے طور پر جان چھڑانیکو احمقانہ گفتگو کر رہا ہے۔ الغرض جری اللہ نے
جب اپنے شکار کی راہ فرار بند کر دی تو بزدل لومڑی نے روبہ بازی
سے دوسرا پہلو بدلا کہ۔ اول تو اپنی دعوت کی قبولیت کو جو منجانب
حضور مغفور ظہور مین آئی یہ کہکر ٹالا کہ۔

(ا) میں نے آپ کو مباہلے کے لئے نہیں بلایا۔
(ب) میں نے تو قسم کھانے پر آمادگی کی ہے (وہ بھی!)
(ج) اس شرط پر کہ اس حلف کے نتیجے سے اطلاع دیں
(د) اگر مباہلہ ہوتا تو (نتیجہ پوچھنے کی) شاید ضرورت نہ ہوتی

کہئے! ارتے کے ہاتھ تو پکڑ سکتے ہیں مگر کاذب بولنے کی زبان کون پکڑے؟ خود ہی ۲۹ مارچ کے اہلحدیث میں بجواب (دعوت) الحکم لکھتا ہے کہ "تم نہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے ہمیں انجام آتھم میں مباہلہ کیلئے دعوت دی ہوئی ہے"

پھر جس وقت "سامنے لاؤ" کی دعوت منظور کر کے انجام آتھم والا شیر سامنے آتا ہے تو روبہ مکار دم دبا کر کہتا ہے کہ میں نے آپ کو مباہلے کے لئے نہیں بلایا۔ تف ہے اُس "آؤ" اور "لاؤ" لکھنے پر اور حیف ہے پھر اس انکار بعد اقرار پر۔ آگے چلکر پھر بے حیائی کا برقعہ پہن کر شوخ چشمی سے لکھتا ہے کہ۔

یہ نہیں کہ میں آپ سے مباہلہ کرنے سے ڈرتا ہوں معاذ اللہ
جب میں آپ کو محض خدا کے واسطے ایک مفسد اور
دجال جانتا ہوں نہ اب بلکہ سالہا سال سے تو میں آپکے
مباہلے سے کیونکر ڈر سکتا ہوں" بلفظہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء

بھلا کوئی اس بزرگ شخص سے پوچھے کہ جس حالت میں تم محض خدا کے واسطے سالہا سال سے ایک شخص کو دجال جانتا ہے۔ اور وہ دجال جسپر

کروڑہا مومنوں کے جان و مال قربان ہوں ایک دفعہ نہیں بلکہ بارہا تجکو اسی خدا کی حضور میں جس کے واسطے تو اس کو دجّال اور مفسد جانتا ہے پیش ہو کر مباہلہ کے لئے بلاتا ہے اور اب بھی بطور تنزل اگر یہی مان لیا جاوے کہ تو نے اس کو نہیں بلایا بلکہ وہ خود ہی تجکو مقابلہ میں مباہلہ کے لئے بذریعہ بدر مورخہ ۴ اپریل ۷ء بلاتا ہے۔ اور درانحالیکہ تو اسکے ساتھ مباہلہ کرنیسے بوجہ اپنے صدق و یقین کے ڈرتا بھی نہیں تو پھر گریز کی کیا وجہ اور حیلہ و بہانہ کا کیا سبب؟ تجھکو تو ایسا موقعہ غنیمت سمجھنا چاہیے تھا کہ جس خدا کے واسطے تو ایک شخص کو جھوٹا یقین کرتا ہے اس خدا کے سامنے وہ پیش ہو کر تیرا اور اپنا فیصلہ چاہتا ہے تو پھر انکار کا سبب کیا؟ اور ایسی دروغ گوئی یعنے مباہلہ سے عدم خوف کا اظہار پہلے بھی تو نے کیا ہے جہاں بجواب قاضی ثناء اللہ صاحب کلرک سیالکوٹ سابق اہلحدیث حال احمدی کے یہ لکھا ہے کہ

میں اب بھی ایسے مباہلہ کیلئے تیار ہوں جو آیت مرقومہ (ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین) سے ثابت ہوتا ہے گو واضح رہے کہ یہ میری تیاری آج ہی سے نہیں بلکہ ۹۶ء میں جب مرزا صاحب نے رسالہ انجام آتھم میں مجھکو مباہلہ کیلئے مدعو کیا تھا تو میں نے ایک خط اس مضمون کا آپ کو بھیجا تھا۔ بلفظہ اہلحدیث ۲۹ جون ۷ء صفحہ ۴ کالم اول۔

ناظرین! خدارا انصاف سے کہیں کہ ایسا مستعد شخص ۹۶ء سے

مباہلہ پر تیار بیٹھا ہو اور آیت مباہلہ مرقومہ بالا کے مطابق اُسے مباہلہ
سے انکار بھی نہ ہوا اُس پر کیا موت وارد ہو گئی اور کس لعنت کے نیچے
وہ آگیا کہ جب اسی آیت کے ماتحت اس سے مباہلہ منظور کیا جاتا ہے
تو نہ وہ مستعدی نظر آتی ہے اور نہ وہ پرانی تیاری جو ۰۶ء سے تھی
دکھائی دیتی ہے۔ اور ایسا سانپ سونگھ جاتا ہے کہ اب مباہلہ کا
نام ہی سُننے سے روح پرواز کرنے لگتی ہے۔ اور معلوم نہیں کون
سی آیت یا حدیث کے مطابق مدعی رسالت و نبوت کے کذب پر یکطرفہ
قسم کہلانے پر آمادگی دکھائی جاتی ہے جس نے اخویم قاضی ثناء اللہ
صاحب کو (جو اخبار اہلحدیث کے بدولت اور اس جاہلانہ جواب کے طفیل
احمدی بنکر امرتسری کو باغ احمدیت کے لئے کھاد ثابت کر چکی ہیں) یہ
لکھا ہو کہ جو طریق مباہلہ کا قرآن و حدیث سے ثابت ہے اس کیلئے
تو ہم طیار ہیں۔ اور جو مرزا صاحب کہتے ہیں اسکا ثبوت قرآن و حدیث
میں نہیں۔ (اہلحدیث ۲۲ جون ۰۹ء) ایسا عامل بالقرآن والحدیث جس
قسم ماننے پر بعد دریافت نتیجہ قسم آمادہ ہوتا ہے وہ ضرور کسی آیت
یا حدیث کی بنا پر ہی ایسی قسم کہاتا اور نتیجہ دریافت کرتا ہو گا نہ کہ خلاف
قرآن و حدیث یہ عمل کرنے لگا ہو پس اُس کا فرض ہے کہ ایک آیت
یا حدیث نقل کرکے بتاوے جسکی رو سے وہ مکذب بنکر مدعی رسالت
نتیجہ قسم پوچھکر پھر قسم کہانے پر طیار ہوتا ہے؟ اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں
تو یہ بدیہی دلیل ہے اسکی دروغ گوئی اور کذب بیانی لاثانی کی اور دیا ہے؟

جان بچانیکا نسخہ

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها — که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

ایک اور بد دیانتی اس مغرور بے شعور خدا سے دور قرآن سے مہجور متکبر و مغرور کی ملاحظہ فرمائیے کہ ۔ ایڈیٹر صاحب الحکم سلمہٗ نے جو دعوت دی تھی وہ تو بالمقابل قسم یعنے مباہلہ کی تھی جسکو ہم بفضلہ تعالیٰ مسکت خصم دلائل کے ساتھ ثابت کر چکے ہین ۔ اور امرتسری نے بھی اسکو دعوت مباہلہ ہی سمجھکر میدان عیدگاہ امرتسر مین احمدیون کو طلب فرمایا تھا ۔ مگر ایک شرط نامعقول نتیجہ بقسم معلوم کرنیکی لگاکر ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مقابلہ مین بلاکر جو ایک جدید چیلنج خلاف دعوت الحکم دیا تو الحکم والی دعوت کو گویا منسوخ و نامنظور کر دیا اور امرتسری کا چیلنج اُسکی بجائے قائم ہو گیا جو حضور مغفور کے ساتھ انجام آتھم والے چیلنج مباہلہ کا حوالہ دیکر مقابلہ کیلئے تھا ۔ جسکو حضرت اقدس علیہ السلام نے منظور فرمایا ۔ تو مہاشہ جی کو ملک الموت نظر آیا اور جلدی سے ۲۶ اپریل کے اہلحدیث مین لکھ سنایا کہ

(۱) مینے تو قسم کہانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اسکو مباہلہ کہتے ہین حالانکہ مباہلہ اسکو کہتے ہین جو فریقین مقابلہ پر قسمین کہائین

(۲) مینے حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہیں کہا

(۳) قسم اور ہے مباہلہ اور ہے ۔ قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راست گو ہی کا کام ہے ملخصاً ۔

کیا یہ جواب بھی کسی سلیم العقل صحیح الدماغ کا ہو سکتا ہے؟ کیونکہ جس دعوت مندرجہ الحکم کی بنا پر آمادگی بر قسم جتلاتا ہے وہ تو بالمقابل قسم کی دعوت ہے جسکو خود مباہلہ کی تعریف مین داخل کیا ہے - اور پھر حریف کو مقابل مین بلاکر خواہش فیصلہ ظاہر کرتا ہے - باینہمہ اس کو محض قسم بتانا اور اس مین اور مباہلہ مین فرق دکہانا فضیلت کو بٹہ لگانا اور موت سے جان بچانا نہین تو اور کیا ہے؟ مگر یہ سب چالاکیان وقتی ہین اسوقت اگر شرارتاً اس کو مباہلہ کہنے سے انکار کر کے اپنے ناظرین اور ہمنشین بئس القرین کو اندہا کرتا ہے تو دوسرے موقعہ پر اسی کو مباہلہ قرار دیتے ہوئے ذرا نہین شرماتا اور نہایت بیباکی سے جہوٹ کی غلاظت کو ایسی طرح ہضم کر جاتا ہے کہ ڈکار تک نہین آتا - چنانچہ میان مبارک احمد مرحوم کی الہامی وفات پر جب پیشگوئی اشتہرہ واقعہ ہوئی ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث مین لکہا ہے کہ

(۱) "مرزا صاحب قادیانی پر میرے مباہلہ کا اثر"

(۲) مرزا صاحب نے ایک دفعہ مجکو مباہلہ کے لئے بلایا تہا جسکے جواب مین مینے لکہا تہا - مین آپ سے مباہلہ کرنیکو ہر وقت طیار ہون مگر یہ بتلاؤ کہ اس مباہلہ کا اثر کیا ہوگا"

(۳) مجہے بتلادین کہ اگر مین آپکے ساتہ مقابلہ مین جہوٹا پڑ

لعنت کے دن یعنے مباہلہ کر دن تو مجہپر کیا اثر ہو گا "

صلہ کالم اول -

اس گندگی سے ہنوز شکم سیری نہوئی تہی اس لئے بذریعہ اپنے مرقع کے پیٹ بہرا اور بُری طرح بہرا - جیسا کہ مرقع بابت اگست سنہ مین لکہتا ہے کہ -

(۴) تمہارے مقابلے پر اگر حلف اُٹہائی جاوے تو نتیجہ کیا ہو گا - صہ

(۵) (مرزا صاحب) نے مجہے مباہلہ کے لئے بلایا مینے جب آمادگی ظاہر کی اور لکہا کہ مین آپ سے مباہلہ کرنیکو طیار ہون بشرطیکہ آپ اس مباہلہ کے نتیجہ سے مجہے اطلاع دین " صہ ۱۲

(۶) آپ مباہلہ بیشک کرین مین طیار ہون مگر مباہلہ کے اثر سے مطلع فرمادین صہ ۱۳

(۷) مینے ہرچند پوچہا کہ آپ جو مجکو مباہلہ کیلئے بلاتے ہین اور عذاب سے ڈراتے ہین خدا سے دعا کر کے معلوم کرا دین کہ وہ عذاب کیا ہو گا - مرقع جنوری سنہ حاشیہ صہ ۱۴

معزز ناظرین! ان اقتباسات کو آپ ۱۹ اپریل سنہ کے اہلحدیث سے جو اقتباس اوپر نقل ہو چکی ہین انکے ساتہ ملائین اور پہر مندرجہ ذیل ثنائی فتوی مصنف مرقع اور ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری خبیث پر لگائین وہو ہذا

جھوٹا آدمی مشرک سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس لئے کہ شریعت مین ذمی مشرکون کو پناہ دیکر انکے بت خانون کو بحال رکھکر انکی بت پرستی کو ایک حد تک محفوظ کیا جاتا ہے مگر دروغ گو کو کہیں امن نہین ملتا" مرقع مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۲

اگر آپ کو ان ہر دو خلاف بیانیون کے ملانیمین دقت ہو تو ہم اسکو بھی رفع کر دیتے ہین۔ اور بالمقابل دونون دروغگوئیون کو لکھکر دکھا دیتے ہین

ثنائی بیحیائی

ثنائی ضلالت

(۱) مینے تو قسم کہانے پر آمادگی کی ہے مگر آپ اُس کو مباہلہ کہتے ہین قسم تو ہر روز عدالتون مین ہوتی ہے لیکن مباہلہ اسکو کوئی نہیں کہتا کہ دروغ گوئی سے کام نہ لیجئے مینے حلف اُٹھانا کہا ہے مباہلہ نہین کہا" بلفظہ اہلحدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۴

ثنائی جہالت

(۱) مرزا صاحب نے ایکدفعہ مجکو مباہلہ کیلئے بلایا تھا جسکے جواب مین مینے لکھا تھا مین آپسے مباہلہ کرنیکو ہر وقت طیار ہون" اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۔

(مرزا صاحب نے) مجھے مباہلہ کیلئے بلایا مینے جب آمادگی ظاہر کی اور لکھا کہ مین آپسے مباہلہ کرنیکو طیار ہون آپ مباہلہ بیشک کرین مین طیار ہون" مرقع اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۳

(۲) مباہلہ اس کو کہتے ہین جو فریقین مقابلہ پر قسمین کہائین " اہلحدیث ۱۹ اپریل سنہ ۱۱ صفحہ ۹ مباہلہ کے اصل معنے یہ ہین کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق مین بددعا کرین " مرقع اکتوبر سنہ صفحہ ۲۶	(۲) تمہارے مقابلہ پر اگر حلف اٹہائی جاوے تو نتیجہ کیا ہوگا " مرقع اگست سنہ صفحہ ۵ اگر مین آپکے بنا بتہ مقابلہ مین جہوٹے پر لعنت کرون یعنے مباہلہ کرون تو مجہپر کیا اثر ہوگا " اہلحدیث ۱۱ اکتوبر سنہ صفحہ ۱
(۳) اگر مباہلہ ہوتا تو نتیجہ پوچہنے کی شلیعضرورت تہی مگر مباہلہ تو نہین ہے " اہلحدیث ۱۹ اپریل سنہ صفحہ ۵	(۳) آپ اس مباہلہ کے نتیجہ سے مجہے اطلاع دین " آپ مجہے بتادین کہ اس مباہلہ کے بعد تم پہ کیفیت ہوگی " آپ مباہلہ کے اثر سے مطلع فرمادین " مرقع بابت ۱۴ سنہ صفحہ ۱۳
(۴) نہ یہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کہا تہا " میری طرف سے قسم کہانے پر آمادگی ہے اس لئے اس عذاب کی تعیین کرالینا آیت مباہلہ کے خلاف نہین " ۱۹ اپریل سنہ صفحہ ۵	(۴) اگر مین مقابلہ مین جہوٹے پر لعنت کرون تو مجہپر کیا اثر ہوگا " خدا سے دعا کر کے یہ معلوم کرادین کہ وہ عذاب کیا ہوگا " مرقع جنوری سنہ صفحہ ۱۴

یہ ہے امرتسری گرگٹ کا رنگ بدلنا ۱۹ اپریل سنہ کے اخبار اہلحدیث

مین تو صاف مکر گیا کہ مینے تو حلف اٹھانا کہا ہے مباہلہ نہین کہا"
قسم کو مباہلہ کہنا آپ جیسے راستگو ہی کا کام ہے" مگر اگست ۱۱ء کے
مرقع مین خود ہی اسکو مباہلہ کہکر اپنی راستگوئی کا پورا ثبوت دیدیا۔
اور جہوٹ کی نجاست پر منہ مار کر لکہدیا کہ "مین آپ سے مباہلہ کرنیکو
طیار ہون۔ آپ مباہلہ بیشک کرین مین طیار ہون" اور پہر ۱۱ اکتوبر
سنہ کے اہلحدیث مین دروغ گو کذاب نے بڑے زور سے اسی کو
دہرایا کہ "مین آپ سے مباہلہ کرنے کو ہر وقت طیار ہون" آخر
یہ طیاری کہان گئی؟ اس کا جواب وہی دیگا جس نے یہ لکہا ہے
کہ "اگر مباہلہ ہوتا تو (نتیجہ پوچہنے کی) شاید ضرورت نہ ہوتی مگر مباہلہ
تو ہے نہین" اہلحدیث ۱۹ اپریل سنہ ۱۰ء ص۵ - کیونکہ یہان پر اُس نے
اسکو مباہلہ قرار دے لیا ہے اور مباہلہ کرنے پر اپنی مستعدی اور
طیاری کا اعلان بہی کر چکا ہے۔ پس خود وہ بتائے یا اُسکا قوت بازو
سنگ زرد مولوی سنابادی بتائے کہ جس حال مین مباہلہ کا نتیجہ پوچہنے کی
ضرورت بہی نہین اور مباہلہ پر یہ شغال ہر وقت طیار بہی ہے۔ تو پہر
گریز کس طرف سے ہوا۔ اور کیون ہوا؟ اور یہ درخواست کس نے
کی اور کس بنا پر کی کہ "مین مباہلہ کرنے کو طیار ہون بشرطیکہ آپ اس
مباہلہ کے نتیجہ سے مجھے اطلاع دین" "مین طیار ہون مگر مباہلہ
کے اثر سے مطلع فرما دین" مرقع اگست صفحہ ۱۳ عجیب حماقت ہے
کہ ایک طرف تو یہ اقرار کہ مباہلہ کا نتیجہ پوچہنے کی ضرورت نہین ہوتی اور

دوسری طرف اس سے فرار و انکار کہ مباہلہ کا نتیجہ بتاؤ - ایک جگہ اگر مباہلہ کرنے سے انکار اور یکطرفہ قسم کا اقرار ہے تو دوسری جگہ اُسکو مباہلہ قرار دیکر اپنی جہالت اور ضلالت کا اظہار ہے -
وہابیو - نجدیو الاذہو ! بتلا سکتے ہو یہ تہافت اور تخالف کیوں ہے ایک ہی (امرمین) اتنا اختلاف کیوں ہوا ؟ سچ ہے لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً ۔ اہلحدیث ۲۶ اپریل سنہ ۰۸ء -

معزز ناظرین - امید ہے کہ آپ ثنائی لغو بیانی اور پریشانی کو بخوبی سمجھ گئے ہونگے - کہ کیا کیا قلابازیان اس امرتسری مخبوط الحواس اشر الناس نے دعوت مباہلہ مندرجہ الحکم مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۰۸ء کے متعلق کہا ئی ہین - اور کس کس حیلے سے اپنی جان بچائی ہے - مگر اس کو کیا خبر تھی کہ احمدی اسکی پردہ دری کرکے ثنائی سازکو طشت ازبام کردیگا اور ثنائی چہرہ پر ایک دار پالش سیاہی کا ایسا کرے گا کہ خود بدولت بھی آئینہ سامنے رکھکر اپنی صورت دیکھین گے تو اسپر لعنت بھیجکر پشیمان ہونگے اور یہ شعر پڑہتے ہوئے کہ ؎

اگر دانستم از روز ازل این روسیاہی را
نمیکردم بگیتی شائع چنین یاوہ سرائی را

زیر بغل منہ چھپا لینگے -

پیارے دوستو ! مجھے یقین ہے کہ آپ نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ امرتسری ہرزہ درا ہمیشہ مباہلہ سے انکار و فرار کرتا رہا ہے اور اس ترجبہ

تو اُس نے بڑی طرح اپنی جان بچائی جب ہر طرح سے بزدل یہودی صفت کو مقابلہ مین بلا بلا کر دیکہہ لیا کہ وہ جرأت مباہلہ کرتا ہی نہین اور نہ بد زبانی اور تکذیب سے باز آتا ہے تو حضور مسیح موعود علیہ السلام کے دل مین ایک اور تحریک پیدا ہوئی جو آخری تدبیر تھی اس سلئے اس تجویز کو **آخری فیصلہ** سے موسوم کیا گیا اور یہ وہ دعا ہے جو ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنی درخواست کے ذریعہ آسمانی عدالت مین جری اللہ نے **بغرض** انفصال بیشکر کے استدعا کی کہ "اے احکم الحاکمین **اب مین** تیری جناب مین ملتجی ہون کہ مجہہ مین اور ثناء اللہ مین **سچا فیصلہ فرما**" سو الحمد للہ کہ خداوند کریم جل شانہ نے ایسا سچا فیصلہ فرمایا کہ بجز یہودی صفت اور نصرانی فطرت کے کیکو جائے دم زدن باقی نہین رہی۔

چونکہ اس آخری فیصلہ کی بنا الحکم والی دعوت تھی جب تک کہ اسکی ابتدا اور اصل بنیاد نہ ظاہر کر دی جاتی تب تک ثنائی چالاکی کا سمجہنا دشوار تھا لہذا ہم نے پہلے بنا مخاصمت کو ہی جو "آخری فیصلہ" کا جزو اول اور محرک ہے اس رسالہ مین کہولکر دکہا دیا ہے۔ اور جزو ثانی یعنی فیصلہ آسمانی پر انشاء اللہ آیندہ اشاعت مین پوری روشنی ڈالکر بحول و قوت الٰہی ثنائی روسیاہی تمام دنیا کو دکہائی جائے گی۔ شروع ۱۹۱۳ء سے جنوری و فروری دو ماہ کا رسالہ جسکا نام "**چودھوین صدی کا یہودی**" ہے ناظرین کے پاس پہونچے گا۔ کیونکہ وہ چہپ چکا ہے۔ اسکے بعد انشاء اللہ اس حصہ کا دوسرا جزو نکلیگا۔ فانتظروا۔

اسوقت ہم رامپور کی کل ذلت امرتسری کو یاد دلاتے ہین اور اپنی وہ تقریر سناتے ہین جس سے مولوی فاضل مبہوت اور جواب سے عاجز تھا اور یہ تقریر اسی وقت کی قلمبند شدہ ہے اس کا کوئی جواب مناظر بے بدل امرتسری فاضل سے نہین بن آیا تھا شاید اب کچھ جواب اسکا دے سکے؟

تقریر مباحثہ رامپور واقعہ ۱۶ جون ۱۹۰۹ء

قبل اسکے کہ مین کسی اور امر کی طرف توجہ کرون مناسب سمجھتا ہون کہ سامعین پر اصل مسئلہ متنازعہ فیہ کا اظہار کر کے بتلا دون کہ ہم مین اور ہمارے فریق مخالف مین کن امور پر تنازعہ ہے۔ سو واضح ہو کہ حضرت مسیح ابن مریمؑ کے متعلق جناب مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری کا یہ عقیدہ ہے کہ جب یہودیون نے مسیح علیہ السلام کو گرفتار کرنا چاہا تو وہ ایک مکان مین موجود تھے یہود کے اس مکان کو گھیر کر محاصرہ کرنے پر خداوند کریم نے بذریعہ جبریل مسیح علیہ السلام کو تو اُس مکان کے روشندان سے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور ایک دوسرے شخص کو جو دشمن مسیح تھا مسیحؑ کا ہمشکل اور شبیہ بنا دیا کہ دیکھنے والون مین سے کوئی بھی اُسکو نہ پہچان سکا اور مسیحؑ جانکر ان اُسکو بالصلیب قتل کر دیا۔ مگر وہ دراصل مسیح نہ تھا مسیحؑ کا شبیہ تھا۔

یہ وہ واقعہ ہے جسکے پیش آنے پر مسیح آسمان پر پہونچایا جاتا اور ایک دوسرا شخص صلیب پر لٹکایا جاتا ہے چونکہ تمام امور متنازعہ متعلق حیات مسیح کا یہ پہلا زینہ ہے اور یہی وہ سنگ بنیاد ہے جسپر تمام عمارت مسیح کی حیات و رفع بجسدہ العنصری اور نزول ثانی وغیرہ کی کھڑی کی گئی ہے اسلئے ضروری اور نہایت ضروری ہے کہ اسی بنیادی پتھر کی اصلیت معلوم کیجائے تاکہ مرحلہ اول میں ہی دیگر تمام امور کا فیصلہ ہوجائے - اور آگے گفتگو بڑھانے کی ضرورت باقی نہ رہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ رفع الی السما مسیح کا مدار صرف اس کہانی پر ہی جو واقعہ صلیب کے متعلق گھڑی گئی - اگر بجائے مسیح کے کسی غیر مسیح کا صلیب پر چڑھایا جانا دلائل مسلمہ سے ثابت ہوجائے تو دیگر تمام امور بلا کسی مزید دلیل کے ہم قبول کرلینگے - یعنے رفع مسیح الی السما بجسد بشری و حیات مسیح و نزول ثانی وغیرہ اور وہ اس طرح پر کہ جبکہ مسیح کی بجائے ایک غیر مسیح کا صلیب پر چڑہایا جانا بربنا واقعات صحیحہ ثابت کردیا گیا تو ہم فوراً بلا کسی مزید گفتگو کے مان لینگے کہ ضرور مسیح آسمان پر بغیر صرف اور وفات کے تشریف لیگئے ہیں - اور بالضرور وفات پانیکے لئے دوبارہ انکو زمین پر آنا ہوگا - کیونکہ آسمان پر کوئی قبرستان نہیں ہے جہاں وہ دفن کئے جائیں -

بعد ازیں یہ بیان کردینا بھی ضروری ہے کہ واقعہ صلیب ایک تاریخی

واقعہ ہے جو موجودہ دنیا میں اسی زمین پر کسی گذشتہ زمانہ میں پیش آیا ہے - اور نہ اخبار ماضیہ میں سے ہے نہ مسائل عالم عقبیٰ و روحانیات میں سے اور کوئی شخص اس سے بھی انکار نہیں کرسکتا کہ واقعہ صلیب نزول قرآن مجید سے قریبا چھ سو سال اور آج سے دو ہزار سال پیشتر کا ہے - اور فاضل امرتسری صاحب اپنے رسالے کلام المبین کے صفحہ ۲۲ پر تحریر فرما چکے ہیں کہ "گذشتہ زمانہ کی نسبت کہنا کہ یوں ہوا یا آئندہ زمانہ کی بابت بتلانا کہ یوں ہوگا کون نہیں جانتا کہ یہ اخبار ہیں انشاءات نہیں" لہذا مولوی صاحب امرتسری کے مسلمات سے یہ ثابت ہوگیا کہ واقعہ صلیب کا قصہ منجملہ اخبار ماضیہ کے ایک جزو ہے - اب یہ بتانا ہے کہ واقعات گذشتہ کا ثبوت خصم کے مقابلے میں کس قسم کے دلائل سے دینا چاہیے سو اسکے لئے بھی دور جانے کی ضرورت نہیں میرے مہربان فاضل امرتسری نے اسکو بھی پہلے سے فیصل کرکے کسی قیل وقال کی ضرورت نہیں رہنے دی اور ہم کو اس بارے ہی سبکدوش فرمادیا ہے آپنے عبد الغفور مرتد المعروف دہرمپال نو اریہ کے رسالہ ترک اسلام کا جو جواب ترک اسلام تحریر فرمایا ہے اسمیں صفحہ ۱۲۰ بجواب اعتراضات نمبر ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ اسی واقعہ صلیب اور شاکلت مسیح کے متعلق تسلیم فرمالیا ہے کہ "ایسے عجوبہ کاموں کے لئے کسی روایت سے یا کسی تاریخی شہادت سے ثابت ہونا کافی ہے" اور دوسری جگہ اپنی

ترک اسلام مین بصفحہ ۹۹ مرتد آریہ کے ایسے ہی اعتراضون کا جواب
نمبر ۴۸ تا ۵۱ جس مین رفع الی السما مسیح بھی داخل ہے یون تحریر
فرماتے ہین کہ "مختصر یہ ہے کہ معجزات کا ظہور بھی قانون قدرت
سے ہے اور انکا ثبوت مثل اور واقعات کے دیکھنے سے یا صحیح
خبر کے پہونچنے سے ہے چنانچہ یہ سب کچھ پایا جاتا ہے" اس تمام
تقریر سے یہ امر بخوبی پایۂ ثبوت کو پہونچگیا کہ مسیح علیہ السلام کا رفع
الی السماء وغیرہ منجملہ اخبار گذشتہ کے ہے اور عجوبہ کامون مین سے
اور اخبار گذشتہ و عجوبہ کامون کیلئے کسی روایت صحیح یا تاریخی شہادت
یا دیکھنے سے بقول فاضل امرتسری ثابت ہونا کافی ہے اور اس
واقعہ کیلئے بھی یہ سب قسم کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ اگرچہ مرتد آریہ کے
مقابلے مین کوئی ثبوت بیانکردہ اقسام مین سے پیش نہین کیا گیا۔
مگر آج روبروے سرکار والا تبار والی رامپور ضرور مولوی ابو الوفا ثناءاللہ
صاحب فاضل امرتسری اُن صحیح روایتون اور معتبر تاریخی شہادتون سے
یہ ثابت کر دینگے کہ بجائے مسیح ایک غیر مسیح صلیب پر چڑھایا
گیا تھا اور معتبر تاریخی شہادت کے متعلق بھی کہ وہ کس قسم کی ہونی
چاہیے ہمین کچھ کہنے کی ضرورت نہین اُس کو بھی امرتسری صاحب
طے فرما چکے ہین جبکہ آپ نے "کھلی چٹھی بنام پریسیڈنٹ اجلاس
آل انڈیا مسلم لیگ امرتسر" روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۸ء
کے صفحہ ۴ کالم ۳ پر حضرت اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے متعلق

استفسارًا شائع کرائی تھی اُس مین اس مرحلہ کو کہ تاریخی شہادت
کسکو کہتے ہین اور وہ کیسی ہونی چاہیے یون حل فرادیا ہے کہ ۔
"مہربانی کرکے اس فقرہ (کہ اورنگ زیب نے جبرًا مسلمان بنانیکا
طریق اختیار کیا) کا ثبوت بتلادین یا اسکو واپس لین ۔ لیکن تاریخی
ثبوت جس قسم کا چاہیئے وہ آپ جیسے ذی علم جنٹل مین سے پوشیدہ
نہین پس مختصر یہ ہے کہ آپ اس فقرہ کا یا تو ثبوت کسی معتبر تاریخ سے
بقاعدہ فن تاریخ فرادین یا مہربانی سے اس فقرہ کو واپس لین" لہٰذا
مین بھی فاضل امرتسری سے اسی قاعدہ کے مطابق بجائے مسیح کے
ایک غیر مسیح کے صلیب پر چڑہائے جانیکا ثبوت چاہتا ہون ۔
سرکاسہ الاقتدار وحاضرین مجلس ! اب مین کسی قدر صحیح واقعات حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بیان کرتا ہون جو بموجب قواعد مسلمہ
فریق ثانی واجب التسلیم ہین ۔ ہم ہرگز نہین مانتے کہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ
صلیب پر نہین چڑہائے گئے بلکہ بجائے اُنکے کوئی اُنکا شبیہ ہوبہو
ہو کر صلیب پر چڑہایا گیا ۔ قرآن شریف غیر مسیحؑ کے صلیب پر چڑہائے
جانے سے انکار کرتا ہے احادیث صحیحہ مین کسی جگہ غیر مسیح کا صلیب پر
چڑہایا جانا مذکور نہین ۔ تواریخ معتبرہ مین غیر مسیح کا ہمشکل مسیح بنایا
جانا مذکور نہین ؟ پھر کس بنا پر کوئی اہل عقل و دانش اس عجوبہ کام کو
مان لے ۔ ہمارا ایمان ہے کہ مسیحؑ صلیبی قتل سے بچائے گئے
اور بموجب وعدہ الٰہی یٰعیسیٰ انی متوفیک وہ طبعی موت سے فوت ہوئے

مسیح ہی بیشک صلیب پر دشمنون نے چڑہا دے اور جو انکا اختیاری
فعل تھا یعنے صلیب پر چڑہانا اور جو منجملہ امور محسوسہ و مشہودہ کے ہے
اسکو وہ کر گذرے مگر روح کا قبض کرنا اور صلیب پر مار ڈالنا یہ
یہود کا اختیاری فعل نہ تھا بلکہ یہ اُس کا فعل تھا جسکی یہ صفت ہے
"اَللّٰہُ یُحْیِی وَیُمِیتُ" اور یہ محسوس اور مشہود امر نہ تھا پس اُس قادر
خدا نے مسیح کو صلیبی قتل سے جو منافی نبوت تھا بچا لیا۔ اور یہ
بچانا ویسا ہی قانون الٰہی کے ماتحت تھا جیساکہ ابراہیم علیہ السلام کو
آگ مین بچایا۔ جیساکہ موسیٰ علیہ السلام کو دریا نیل مین بچایا جیساکہ
نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا جیساکہ یونس علیہ السلام کو مچھلی کے
پیٹ مین بچایا اور بالآخر خیر المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور مین اور جنگ احد مین بچایا اور
ان جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اسی قسم کے حادثات
دشمنون کے ہاتھ سے پہونچے تھے اور وہ زمین پر ہی قدرت کاملہ
کیطور پر بچائے جاتے تھے اور ایسا بچایا جانا خدا کی ہستی اور انکی صداقت
و نبوت کی ایک دلیل زبردست ہوتی تھی ۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مسیح علیہ
السلام کا مطلق صلیب پر چڑہایا جانا کوئی ذلت اور خلاف وجاہت نہ تھا
جیساکہ ابراہیم کا آگ مین ڈالا جانا اور دیگر رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کا
دشمنون سے اذیت پانا اور خاصکر خیر البشر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا
سخت سے سخت تکالیف اُٹھانا بار بار دشمنون کے نرغون مین گھر جانا

دشمنان دین کی سنگباری وغیرہ واقعات کا پیش آنا آپکے لئے کوئی ذلت
اور خلاف وجاہت نہیں ہو سکتا - اگر ہو سکتا تو سب کے لئے ہونا چاہیئے
مسیح کی اس میں کیوں خصوصیت ہے مسیح ابن مریم کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یا ابوالانبیاء ابراہیم یا لپنے آقا موسی علیہم السلام پر کوئی فضیلت
نہ تھی کہ مسیح کو جب کفار کیجانب سے ایک مرتبہ صلیب کی تکلیف
اُٹھانی پڑی تو خدا نے اُسکو آسمان دوم یا چہارم پر اُٹھا کر بچالیا - مگر
جب دیگر رسولوں نبیوں کو جو مسیح سے بدرجہا افضل تھے ایسے
واقعات پیش آئے تو اُن کو ہر طرح کی اذیتیں پہونچنے کے بعد اسی
زمین پر بچایا - یہ ترجیح بلا مرجح قابل غور ہے - کیا ایک عیسائی یہ
نہیں کہہ سکتا کہ مسیح کو دشمنوں سے بچا کر آسمان پر بلالینا اور
اپنے پاس بٹھالینا اسلئے تھا کہ وہ خدا کا بیٹا تھا جو آسمان سے آیا تھا اور
آسمان پر چلا گیا - اور دوسرے انبیا کا زمین پر ہی تکلیفیں برداشت
کرکے قتل سے بچایا جانا دلیل اس امر کی ہے کہ وہ مسیح سے افضل نہ تھے
نہ اُن میں الوہیت تھی وہ بشر تھے اور معاذ اللہ افضل المرسلین کو
تو وہ کاذب ہی قرار دیتے ہیں اور کیا کیا گستاخیاں نہیں کرتے ایسے
مکذبوں کے مقابلے میں کیونکر یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ آپ فداہ روحی
تمام انبیاء سے افضل تھے - یہاں تو نعوذ ایسے امور ذات مسیح کیطرف
منسوب کردئے ہیں کہ جن سے وہ تمام انسانوں کیا انبیاء و ملائکہ سے بھی
افضل ثابت ہو کر مصداق بدیع من الرسل کا ہو گیا ہے - تمام انسان

آج سے سو برس پہلے تک کے فوت ہو چکے تمام انبیاء و رسل از آدم
تا خیر البشر خاتم النبیین صلعم وفات پا چکے - مگر مسیح سب سے نرالا ہو کر
زندہ الان کما کان کا مصداق موجود ہے - کوئی نبی دوبارہ دنیا مین
حکمرانی کیلئے نہین آوے گا - مگر مسیح جو پہلے بھی ایک قوم پر حکمران تھا
اور دوبارہ تمام دنیا پر حکمران ہوگا - کوئی رسول اپنا سا جسم بشری خاکی
سے دو ہزار برس تک آسمان پر نہین رہا - مگر مسیح جو معلوم نہین ابھی
کب تک رہے - کسی رسول یا بشر کا جسد ایسا نہین بنایا گیا کہ وہ کھانا
نہ کھاتا ہو اور ہزارہا برس تک زندہ رہے - مگر مسیح کہ باوجود بشری
جسم رکھنے کے زندہ بغیر خورد و نوش کے ہے - کسی بشر یا نبی کا ایسا
جسم نہین بنایا گیا جو تغیرات زمانہ سے متاثر نہ ہو اور ہزارہا سال تک
یکسان حالت مین رہے - مگر مسیح کہ آج تک ہر ایک تغیر سے محفوظ
الان کما کان کا مصداق ہے - غرضیکہ مسیح کو خالق طیر و محیی اموات
و شافی الامراض و عالم الغیب وغیرہ صفات سے مختص کرنا اگر اسکو بشریت
سے خارج کر کے الوہیت کیطرف لیجانا نہین تو اور کیا ہے ؟ اے حضرت
مولوی صاحب خدا کیلئے سوچو اور غور کرو کہ وہ خاتم المرسل امام الانبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم جس کو خدا تعالی فرماتا ہے کہ اتممت علیکم نعمتی یعنی اپنی
وہ نعمت جو مینے نسل انسانی کے واسطے اندازہ کر دی تھی تم پر اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری اور تمام کر دی اور کوئی نعمت ایسی نہین جو
آپ پر انتہائی درجہ تک نہ ختم ہو چکی ہو - وہ رسول تو اس نعمت عظمیٰ سے

جو بے تعداد برسوں تک بحیات دنیاوی آسمان پر رہکر تقرب الٰہی کا حاصل کرتا ہے محروم رہے اور عیسٰےؑ ابن مریم اس نعمت سے مالا مال ہو جاوے زندہ بجسم بشری اور دنیاوی حیات کے ساتھ اسقدر عرصہ تک جسقدر عرصہ مسیح نے آسمان پر رہنا ہے اگر منجملہ نعمائے الٰہیہ کے کوئی نعمت ہے ؛ اور ضرور یہ بڑی بھاری نعمت ہے تو سب سے زیادہ سزاوار اور مستحق اس نعمت کا ہمارا پیارا رسول خدا فداہ روحی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نہ کوئی اور ؏

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمی
مگر مدفون یثرب را نہ دادی ایں فضیلت را

اہل اس عقیدہ سے جو قرآن وحدیث ونقل وعقل کے خلاف عیسائیوں کو مدد دینے والا ہے جسکی بناء پر آج عیسائی دنیا مسیحؑ کو تمام انبیاء پر فضیلت دیتی ہے اور جسکو تم خود تسلیم کر لیتے ہو اور کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے باز آجاؤ۔ یاد رکھو کہ مسیح کی حیات ماننے سے اسلام کی وفات ہو جاتی ہے اگر اسلام کو زندہ کرنا چاہتے ہو تو وفات مسیح کے قائل ہو جاؤ۔ ورنہ اسلام کا نام بھی باقی رہنا مشکل ہو جائیگا

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹجائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زمان میٹ رہا ہے

الغرض مسیح کا واقعہ صلیب اس طرح ہے کہ جب یہودیوں نے مسیح کو گرفتار کرا دیا اور وہ صادق اور راستباز رسول پیلاطوس کی

رومی گورنر کے اجلاس مین پیش ہوا جہان پر یہود نے اُسکے برخلاف
گواہیان دین اُسدن یہودیون کی عید فسح اور جمعہ تھا۔ چونکہ خدا
ناصر و مددگار نے اُس برگزیدہ کی وہ آہ وزاری جو گڑگڑا گڑگڑا کر اُس نے
ارحم الرحمین کے حضور مین سجدہ کرتے ہوئے کی تھی جس سے اُس کا
تمام جسم اور روح پانی پانی ہو کر خدا کے آستانہ پر بہ رہا تھا اور وہ یہ
دعائین مانگتا تھا کہ اے باپ (خدا) اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (صلیبی
موت کا) مجھ سے ٹالدے اُسکی وہ دعا قبول ہوگئی اور بروئے انجیل
فوراً فرشتہ اُسکو تسلی دینے کیلئے نازل ہوا اور اُسکو تسلی منجانب
اللہ دیتا تھا یہ وہی تسلی ہے جس کا ذکر قرآن مجید مین بدین الفاظ
ہے کہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنے اے عیسیٰ تجھکو اس
لعنتی موت صلیبی سے مین بچاؤنگا اور طبعی موت سے وفات دیکر
تیرا رفع کرونگا اسجگہ قرآن و انجیل کے بیان مین مطابقت ہے جو
قابل تسلیم ہے۔ ایسے اسباب خدا قادر و توانا نے صلیبی قتل سے
بچانے کے لئے پیدا کر دیے جو خاص مسیح کی صداقت کا نشان
تھے۔ اوّل اُسکی گرفتاری ایسے روز کرائی کہ بوجہ یہودیون کی عید فسح
ہونیکے تمام دشمن مسیح کے بعد ادائے شہادت برخلاف مسیح
اُنکے پاس حاضر نہ رہ سکے اور اپنے مذہبی تہوار مین جا کر مصروف ہو گئے
دوم پیلاطوس کی بیوی کو منجانب اللہ خواب مین بتا دیا گیا کہ اگر
مسیح مارا گیا تو تم پر عذاب نازل ہوگا جس سے وہ ڈر گئی اور ...

اسوقت کہ مسیح کا مقدمہ عدالت پیلاطوس مین پیش ہو رہا تھا
پیلاطوس کی بیوی نے کہلا بھیجا کہ خبردار تو اس راستباز کے
خون مین ہاتھ نہ بھرنا۔ یہ دوسری تدبیر مسیح کو صلیبی قتل سے بچانیکی
خدا نے فرمائی۔ تیسری تدبیر یہ تھی کہ مسیح کا مقدمہ ۱۲ بجے کے
قریب پیلاطوس کی عدالت مین پیش ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ اتنا بڑا
عظیم الشان قتل کا مقدمہ جو مذہبی پیرایہ مین ہو دس پندرہ منٹ
مین فیصلہ نہین کیا جاسکتا ضروری ہے کہ اسپر کامل غور و توجہ کیجاوے
اس لئے زیادہ نہین تو کم از کم دو گھنٹہ فرض کرلئے جاتے ہین کہ اس
مقدمہ کی ساعت مین پیلاطوس کو لگے ہونگے اگرچہ یہ مدت ایسے
مقدمہ کے لئے نہایت قلیل ہے۔ اس تحقیقات کے دوران مین
کئی بار پیلاطوس نے خواہش ظاہر کی کہ ایک قیدی جو یہودی رسم کیموافق
عید فسح کے دن چھوڑا جاتا تھا وہ یہود کیلئے مسیح کو چھوڑ دے
کیونکہ ایک تو اسکو یہ ثابت ہو چکا تھا کہ مسیح پر جو الزام لگائے گئے
ہین وہ بالکل جھوٹے ہین اور مسیح کا دامن ان الزامون سے
قطعاً پاک ہے۔ دوسرے اپنی بیوی کا خواب بھی اسکو یاد تھا کہ جسمین
مسیح کی سزا دہی پر عذاب کے نازل ہونے کا اندیشہ تھا۔ اسلئے
ہر چند اس نے چاہا کہ مسیح کو چھوڑ دے مگر یہودیون نے شور مچا دیا
کہ اگر تو مسیح کو چھوڑ دیگا تو ہم قیصر سے جس کا تو گورنر ہے تیری
شکایت کرینگے کہ اس نے قیصر کے مخالف باغی کو جو قیصر کے برخلاف

سازش کر کے سلطنت لینی چاہتا ہے چھوڑ دیا۔ اس دہمکی سے بزدل
پیلاطوس ڈر گیا اور اُسنے یہودی رسم کے موافق ایک لوٹہ پانی کا
منگوا کر اپنے ہاتھ دہو کر کہا کہ مین اس بیگناہ کے خون سے ہاتھ دہوتا
ہون اور اسکا وبال سب تمہارے ذمہ ہوگا۔ ہاتھ دہونے کے بعد
عدالت پر بیٹھکر اُسنے مسیح کو صلیب دینے کیلئے یہودیون کے
حوالہ کیا۔ اس ساری کارروائی کیلئے ہم صرف دو گھنٹہ فرض کرتے ہین
پس ۱۲ بجے مقدمہ پیش ہو کر ۲ بجے فیصلہ ہوا اور یہودیون نے
مسیح کو سپاہیون کے حوالے کرایا جنہون نے اُسکے کپڑے
اُتروا کر دوسرا لباس قرمزی اُسکو پہنایا اور کانٹونکا تاج گوندہ کر
مسیح کے سر پر رکہا اور اُس راستباز کو ہنسی اور تمسخر اُڑاکر
گدہے پر سوار کرا کر گشت کرایا پہر واپس لاکر اُسکے اصلی کپڑے
پہنا دیے۔ اس ساری کارروائی کیلئے زیادہ نہین تو کم از کم
ایک گھنٹہ فرض کر لیا جاوے تو گویا اب تین بجے کا وقت ہوگیا ہے اور
ابھی صلیب کی کارروائی شروع نہین ہوئی۔ اب صلیب اُٹھا کر اور دو
اور ملزمون کو صلیب دینے کیلئے ہمراہ لیکر اُس مقام پر جاتا ہے جہان
مسیح کو صلیب دیا جاوے گا یہ مقام شہر سے قریباً تین میل کے فاصلہ
گلگتہ نام سے مشہور تہا۔ اسقدر دور جانیکے لئے اور ایسے شخصون
کے ساتھ جنکو سزائے قتل دیجاتی ہے اور پیادہ پا یہہ راستہ طے
کرنا ہے کیونکہ اسوقت کوئی ٹرمیوے یا موٹر کار تو موجود نہ تہی کہ جسپر

جھٹ سوار کرا کر منزل مقصود تک پہنچ جاتے - اور صرف پیادہ چلنا ہی
نہ تھا بلکہ اُسوقت کے دستور کے موافق ہر ایک کو اپنی اپنی صلیب بھی
خود ہی اُٹھا کر لیجانی پڑتی تھی - ایسی صورت مین ہر شخص جو کچھ بھی عقل
رکھتا ہے سمجھ لیگا کہ یہ راستہ تین میل کا کسقدر کٹھن اور دوبھر ہو سکتا
ہے ضروری ہے کہ کم از کم ایک گھنٹہ مین یہ راستہ طے ہوا ہوگا اور
۱۲ بجے بعد دوپہر بمقام گلگتہ مین پہونچے ہونگے - وہان جاکر کیا
کام کیا گیا یہ دونون چورون کو صلیب دینا ہے اور صلیب کو لٹا کر
اسپر ایک ایک چور کے ہاتھون مین اور پاؤن مین میخین ٹھونک کر پھر
صلیب کو اٹھا کر زمین پر کھڑا کرکے گاڑنا ہے اتنی غرض کیلئے کم از کم
ایک گھنٹہ فرض کرو کہ صرف ہوا گو یہ بہت کم ہے کیونکہ آجکل کی
پھانسی کیطرح صلیب نہین ہوتی تھی کہ پہلے سے گڑی گڑائی موجود ہے
جھٹ مجرم کو لیجا کر پھانسی پر چڑھا رسی گلے مین ڈال تختہ نیچے کا گرا دیا
اور جان سے مار ڈالا - صلیب ایک سخت بھیانک اور تکلیف دہ
سزا تھی اُسکی تین شاخین لکڑی سے بنی ہوتی ہین جیسا کہ آجکل صلیب
پرست قوم کے گرجون پر یا گلے مین پڑی ہوئی ہر ایک نے دیکھی
ہوگی دو شاخون پر ملزم کے دونون ہاتھ رکھکر ہتھیلی مین میخین
جڑ دیتے تھے اور تیسری شاخ پر دونون پاؤن ملا کر اُن مین میخ
لگا دیجاتی تھی اور یہ سب عمل صلیب کو زمین پر لٹا کر کیا جاتا تھا
بعد فراغت صلیب کو اٹھا کر کچھ حصہ اُسکا زمین مین گاڑ کر کھڑی کر دیا

کرتے تھے اسپر مجرم کی کئی کئی روز مین جان نکلتی تھی خون اور چربی نکل نکل کر بھوک اور پیاس اور حرارت آفتاب سے تڑپ تڑپ کر تین تین چار چار دن مین کہین جاکر مرتا تھا۔ پس دونون چورون کو صلیب دینے مین ایک گھنٹہ کا صرف ہوجانا زیادہ نہین ہے۔ اس حساب سے پانچ بج چکے اور اب وقت آیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑہایا گیا آدہا گھنٹہ آپ کے ہاتھون وغیرہ مین میخین لگاکر صلیب کو کھڑا کرنے پر صرف ہوا اور ساڑھے پانچ بجے مسیح صلیب پر لٹکائے گئے یہ چوتھی تدبیر اور عظیم الشان تدبیر تھی کہ مسیح ایسے وقت صلیب پر لٹکائے گئے کہ انکی اتارے جانے تک ایک گھنٹہ سے زیادہ صرف نہ ہوا اور جان سے محفوظ رہے یعنے جمعہ کے دن بعد پانچ بجے کے صلیب پر لٹکائے گئے اور اگلا دن جو ہفتہ کا تھا وہ یہود کا سبت کا دن تھا اور یہ اگلا دن آج شام سے شروع ہوتا تھا گویا سبت (جمعہ) کا دن گذر چلے پر چھ بجے کے بعد سے شروع ہوتا تھا اور شروع سبت یا اختتام یوم السبت یہودی شریعت کے مطابق کوئی کام یہودی نہین کرتے تھے اور توریت کی تعلیم کے موجب سبت کا دن شروع ہونے سے پیشتر صلیب پر سے لاشون کا اتار دینا ضروری تھا اسلئے چھ بجے مسیح صلیب پر سے اتار لئے گئے اور یہ دونون چور بھی اتارے گئے۔ اتار لینے کے بعد محض احتیاط ہے کہ شاید صلیب پر نہ

جان باقی ہو انکی کمر اور ٹانگوں کی ہڈیاں توڑ دیا کرتے تھے تاکہ وہ بصورت زندہ ہونے کے اُٹھ نہ سکیں یا اس استخوان شکنی سے رہی سہی اگر کوئی سانس باقی ہو تو وہ بھی نکل جاوے۔ اس قاعدہ کے مطابق سپاہیوں نے دونوں ملزموں کی ہڈیاں توڑ دیں مگر مسیحؑ کی ہڈی نہیں توڑی گئی بلکہ اس شک کو رفع کرنیکے لئے کہ مسیح کہیں مر تو نہ گیا ہو بھالہ کی نوک سے مسیحؑ کی پسلی چھیڑ کر خون پانی نکلتا دیکھکر تسلی کر لی کہ زندہ ہے کیونکہ مرنیکے بعد خون نعش میں سے نہیں نکلتا۔ اور وہ سپاہی در پردہ مسیح کی صداقت کے قائل اور گورنر پیلاطوس کے ایما سے واقف تھے کہ وہ مسیحؑ کو قتل صلیبی سے بچانا چاہتا ہے یہ پانچویں تدبیر تھی منجانب اللہ کہ مسیحؑ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں اور نہ اُس کے پاؤں میں میخیں لگائی گئیں یہ خداے عالم الغیب کی وہ حکمت تھی جس نے اسکو یروشلم۔ ہجرت کرانی تھی اگر پاؤں زخمی ہوتے تو وہ چلنے سے کچھ دنوں تک معذور رہتے اسلئے خدا نے اُسکے پاؤں میخوں سے بچائے۔ لاش صلیب پر سے اُتارنے کے بعد حضرت مسیحؑ کی نعش یہودیوں کو نہیں دیگئی نہ انکو خبر کیگئی بلا اطلاع یہود پیلاطوس سے یوسف نے حضرت مسیح کے شاگرد نے جا کر نعش مانگی پیلاطوس کو خوف ہوا کسطرح وہ راستباز ایسی جلدی سے مرگیا اُسنے صوبہ دار پہرے والے کو بلا کر متعجب ہو کر پوچھا کیا وہ ایسی جلد مر گیا اُس نے کہا ہاں۔

تو پیلاطوس نے نعش کو یوسف کے سپرد کر دیا جس نے خوشبوئیں ملکر قریب کے باغ مین ایک خوبصورت کشادہ کوٹھری (قبر) مین جو اپنے لئے تیار کرائی ہوئی تھی رکھدیا یہود کی قبرین ایسی نہین ہوتین جیسی کہ مسلمانون کی ہین وہ ایک خاصہ چھوٹا سا کوٹھا یا کوٹھی ہوتی ہے جسمین مردہ کو رکھکر اُس کے دروازہ پر پتھر جن دیا کرتے تھے یوسف نے اپنی لئے وہ قبر حسب پسند خود بنوا رکھی تھی اور وہ ایک مالدار آدمی تھا۔ اُس مین اُسنے مسیح کو جا کر رکھا اور لخلخہ وغیرہ خوشبودن کے ذریعہ اُسکو ہوش مین لاکر راتون رات وہان سے نکال علیحدہ کر دیا۔ جہان سے کہ آپ نے دوسری جانب ہجرت فرمائی جس کا ذکر علیحدہ طور پر ہوگا۔ نعش کا یوسف کو مل جانا چھپی تدبیر تھی اُس خیر الماکرین کی مسیح کو بچانیکے لئے۔ یہ وہ واقعات ہین جو ہم کو نصاری کی کتابون اور تاریخون اور قریباً مسلمات یہود سے بھی ملتے ہین۔ جنکا انکار بدیہیات کا انکار ہے۔ کیونکہ اگرچہ موجودہ انجیل الہامی نہین ہے لیکن کم از کم ایک تاریخ کا درجہ تو اُسکو دیا جاسکتا ہے اور بنی اسرائیل سے روایت کرنا ہمارے مقابل کا مسلمہ مذہب ہے گو بعض دفعہ اس سے انکار بھی کر جاتے ہین چنانچہ الکلام المبین بجواب اربعین غزلویہ مین صاف طور پر اقرار ہے کہ حدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج حدیث صحیح ہے اور اپنی تفسیر مین بھی اس امر کا اقرار موجود ہے کہ یہود و نصاری ہر دو کا

اتفاق ہے کہ مسیح ہی صلیب پر مارا گیا اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ تواتر قومی سے جو بات ثابت ہو وہ ضرور قابل غور ہوتی ہے۔ اس مسلمہ قاعدہ سے لازم آیا کہ مولوی صاحب امرت سری مسیح کا بھی صلیب پر چڑہایا جانا یہود و نصاری کے تواتر سے مان لیں اور صلیب پر نہ مارا جانا قرآن مجید کی نص صریح سے تسلیم فرماویں۔ قرآن مجید نے واقعہ صلیب سے تو انکار نہیں کیا یعنے یہ تو نہیں کہا کہ صلیب کا قصہ پیش ہی نہیں آیا۔ بلکہ مسیح کے صلیب پر مارے جانے سے انکار کیا ہے۔ سو مطابق قرآن کے منشا کے ہم مسیح کے صلیب پر مارے جانے کے منکر ہیں اور صلیب پر چڑہائے جانے کے مصدق شروع تقریر میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ قصہ صلیب منجملہ اخبار ماضیہ کے ہے اور اخبار ماضیہ کا ثبوت بروے عقل کسی معتبر تاریخ یا روایت صحیحہ سے ہونا چاہئے اور یہی میرے مقابل فاضل امرتسری کا مسلمہ ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ لہذا اب میں معتبر تاریخی شہادت سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ صلیب پر مسیح اصلی ہی چڑہایا گیا تھا نہ کہ کوئی نقلی مسیح۔ اور وہ اس طریق پر ہے کہ یہ امر بالبداہت قابل یقین ہے کہ واقعہ صلیب کے وقت تین گروہ موجود تھے۔ ایک یہودی دشمنان مسیح۔ دوسرے نصاری محبان مسیح۔ تیسرے گورنر و ملازم سلطنت رومی جو اُسوقت حکمران تھے۔ مسلمانوں میں سے تو کوئی بھی اسوقت موجود نہ تھا اسلئے مسلمانوں کی تو کوئی تاریخ اُس زمانہ

کی ہو ہی نہین سکتی بہرحال یا تو یہودیون کے گواہی لیجاوے گی
یا رومی سلطنت کے حکام کی جو کہ رویت کی شہادت ہے۔ سو
سب سے پہلے مین یہودیون کی جو دشمنان مسیح ہین گواہی
پیش کرتا ہون کہ وہ بھی مسیح کے ہی صلیب پر چڑہائے جانیکی
شہادت دیتے ہین اور اس شہادت کو قرآن شریف سے پیش کرتا ہون
جس سے بڑہکر کسی کتاب یا تاریخ کا دفینہ نہین ہے۔ قرآن شریف
باواز بلند یہود کے دعوی کو بیان کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے ....
انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ یعنے ہم نے عیسی
رسول اللہ کو قتل کیا نہ کسی اور کو۔ اس دعوی یہود کی نفی قرآن مجید
نے ما قتلوہ یقیناً فرماکر کر دی ہے جس سے ظاہر ہو گیا کہ قتل
بالصلیب کی نفی قرآن مجید کرتا ہے نہ کہ صلیب پر چڑہائے جانے کی
اور جملہ ما صلبوہ سے مطلق صلیب پر چڑہنے کی نفی سمجھ لینا فضیلت کو
بٹہ لگانا ہے۔ پس یہود اس وقت سے آجتک متواتر اسی بات کو
مانتے ہین کہ مسیح ابن مریم ہی صلیب پر لٹکایا گیا تھا اور سیالکوٹی
میر کی شہادت القرآن جس مین صلیب کے معنون پر بیجا تعلی کرکے
اپنے علم کی پردہ دری فرمائی ہے میرے سامنے موجود ہے اسے
بھروسہ پر کہین امرتسری فاضل ایسا ہی دعویٰ نہ کر بیٹھین۔ دوسری
تاریخی شہادت لفظی دوستان مسیح کی جو دا قعہ صلیب کے وقت
موجود تھے ہم سناتے ہین۔ اناجیل موجودہ مین بصراحۃ لنص یہ موجود ہے

کہ مسیح صلیب پر چڑہائے گئے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا سوائے صاحب شہادت القرآن کے جنکو ترجمہ سیل سے غلطی لگی ہے کہ بعد کے مبتدع فرقہ ہا نصاری کے عقیدہ کو اس تواتر و اتفاق نصاری کے خلاف سمجھ لیا ہے کوئی فرقہ واقعہ صلیب کے وقت کا دنیا میں ایسا دکہایا جاوے جس کا یہ دعوی ہو کہ غیر مسیح صلیب پر چڑہایا گیا تھا۔ تیسری شہادت پیلاطوس اور اُسکے ماتحت ملازم سپاہیوں کی ہے جو نہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ دونوں سے علیحدہ بت پرست تھے وہ بھی مسیح کو ہی صلیب دینے کیلئے سپاہیوں کے حوالہ کرتا ہے اور سپاہی بھی مسیح کیساتھ ہی تمسخرانہ کارروائی کر کے اُسکو ہی صلیب پر لٹکاتے ہیں اسکے خلاف اگر کوئی شہادت رومیوں کی معتبر تاریخ سے ہمارے مخالف پیش کریں تو ہم قبول کرنیکو تیار ہیں مگر وہ ہرگز پیش نہیں کر سکتے یہ تو وہ معتبر شہادت ہے جسکا انکار کسی کو ہو نہیں سکتا اور جو سچی کی گواہی کہلا سکتی ہے جس میں مخالف دشمن اور موافق دوست یعنے یہود و نصاری اور تیسری نہ مخالف نہ موافق بت پرست قوم ہے اس تمام تواتر کو سرسری نظر سے دیکھکر چہوڑ دینا علوم و فنون و تحقیق واقعات کے دلائل کو صدمہ پہونچا کر محض ضد و ہٹ دہرمی کا ثبوت دینا ہے اور کچھ نہیں۔ ورنہ وجہ بتلائی جاوے کہ باوجود اقرار اس امر کے کہ یہود و نصاری کے اتفاقی امور قابل غور ہیں اس متفقہ امر کو

کیون غور نہین کیا جاتا۔ جسکی قرآن شریف تردید نہین کرتا ہے اگر مسیح کے صلیب پر چڑہائے جانیکی بھی قرآن مجید کی کسی آیت مین تردید موجود ہے تو اُسکو پیش کرین جو بطور دلیل کے ہونہ بطریق مصادرہ علی المطلوب کے۔ سرکار والا تبار و معزز سامعین! روئت کی شہادت سُن لینے کے بعد اب مین آپ کے سامنے وہ سماعی شہادت پیش کرتا ہون جسکی بنا پر ہمارے برخلاف فاضل امرتسری گرجتے ہین۔ اور کہتے ہین۔ کہ مسیح کے بجائے ایک غیر مسیح ہمشکل بنایا جاکر صلیب پر چڑہایا گیا اور مارا بھی گیا۔ اس قول بنابر خلاف کلام ربانی کیلئے دلائل ذیل مین جنکو مینے سماعی شہادت سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ ایسا بیان کرنے والے نہ تو واقعہ صلیب کے وقت موجود تھے نہ ان کو براہ راست کوئی وحی منجانب اللہ ہوئی تھی نہ صاحب وحی نے ہی انکو ایسا فرمایا ہے جس سے کہ یہ گواہی سماعی نہ کہلاتی بلکہ سماوی نام پاتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تفسیر ثنائی جلد دوم حاشیہ نمبر ۷ کے صفحہ ۸۰ پر بحوالہ تفسیر معالم التنزیل ابن عباسؓ سے روایت نقل کرتے ہین کہ یہود اسکریوطی جو مسیح کا مرتد حواری تھا جب وہ مسیح کو پکڑوانے گیا تو اُسپر مسیح کی شکل ڈالدی اور مسیح کو مکان کی چھت کے روزن سے آسمان پر اُٹھا لیا۔ اسکے برخلاف مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی اپنے رسالہ حق الصریح مین بحوالہ تفسیر ابن کثیر ابن عباس سے ہی روایت نقل کرتے ہین کہ بوقت رفع الی السماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے

بارہ حواریون کے ساتھ ایک مکان مین موجود تھے اُن بارہ حواریون مین سے ایک مخلص مومن حواری کی شکل مسیح کی شکل سے تبدیل ہوگئی اور وہ بجائے مسیح کے صلیب پر چڑھا کر مارا گیا" یہ شہادت تو دو اُن علماء کی ہے جو ہم مذہب یعنے اہل حدیث ہین اور باہمی استادی شاگردی کے طور پر تعلق رکھتے ہین یعنے فاضل امرتسری مولوی محمد بشیر صاحب کو اپنا بزرگ واجب التعظیم مانتے ہین اور مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کا جانشین قرار دیتے ہین باوجود اسکے کہ وہ اپنا بیان مذکورہ حق الصریح مین مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان مندرجہ تفسیر سے پہلے شائع کر چکے ہوئے تھے تاہم فاضل امرتسری نے اُنکے بیان کے برخلاف اپنی تفسیر مین تحریر کیا جس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ سہوانی بیان امرتسری بزرگ کے نزدیک قابل اعتبار اور صحیح نہ تھا۔ اور باہمی جو اختلاف اِن بیانون مین ہے وہ محتاج تشریح نہین کہ ثنائی بیان مین دشمن مسیح یہود امر تدجو اُنکو مسیح کا ہمشکل بنایا جاکر مارا جاتا ہے اور سہوانی بیان مین ایک مخلص مومن حواری کو شبیہ عیسیٰ بنواکر قتل کرایا جاتا ہے۔ اب اِن ہر دو کے برخلاف مفسر دہلوی کا قول سُنئے جسکو تفسیر حقانی جلد سوم کے صفحہ ۹۴ پر تحریر فرمایا ہے وہ لکھتے ہین کہ "ایک شخص مفسد سمعون قرینی کو حضرت عیسیٰ کی صورت مین کر دیا لوگون نے اُسی کو عیسیٰ سمجھکر سولی دیدی" یہ بزرگ مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی حنفی

دہلوی ہیں اسکے خلاف دوسرے بزرگ حنفی ہی کا بیان ملاحظہ فرمایا جاوے جنکا نام نامی
حاجی احمد حسین حنفی ہے ساکن میرٹھ مصنف اتمام البرہان۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن
عباس سے منقول ہے کہ یہودیوں کے بادشاہ نے بوجہ عداوت مسیح کو قتل کرنا چاہا
اور طیطانوس نامی اپنے مصاحب کو اس کام پر تعینات کیا اسنے مکان کے
اندر جاکر قتل کرنا چاہا تھا کہ فوراً اسکی شکل مسیح جیسی ہوگئی اور مسیح آسمان پر
اٹھائے گئے اور اس کو ہی مسیح جانکر قتل کردیا۔

حضرات! یہ ہے وہ تاریخی شہادت اور صحیح روایت جسکی بنا پر اس عظیم الشان
عقیدہ اور عجوبہ کام کی بنیاد قایم ہوئی ہے۔ اس ثبوت کے بھروسہ پر یہ
دعویٰ کیا گیا ہے کہ مسیح کی بجائے ایک غیر مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور مسیح
آسمان پر اٹھایا گیا۔ اسکے علاوہ اگر کوئی ثبوت اس نادر واقعہ کا ہمارے مخالفین کے
پاس ہو تو آج موقعہ ہے کہ اُسکو پیش کرکے سرکار عالی تبار سے ڈگری حاصل کریں
ورنہ اس شہادت پر تو یہ مقدمہ آپکے حق میں فیصلہ نہیں ہوسکتا میں نواب
والاجاہ کے حضور میں نہایت ادب سے مستدعی ہوں کہ خدا کیلئے انصاف اور غور
فرمایا جاوے کہ آج ترقی علوم کے زمانہ میں یہ اسلامی عقیدہ اہل علم کے سامنے
جب پیش کیا جاوے کہ منجملہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ایک نبی جسکو
عیسائی دنیا خدا اور خدا کا بیٹا کہتی ہے ایسا ہے جو برخلاف تمام اپنے جیسے
رسولوں کے دشمنوں کے نرغے میں پہنچنے کیوقت جھٹ پٹ آسمان پر
اٹھا لیا گیا تھا اور اُسکی جگہ ایک غیر شخص کو ویسا ہی بناکر اوسکی شکل عطا فرماکر
دشمنوں کے حوالہ کرکے مروا دیا تھا اور جب سامعین میں سے کوئی یہ پوچھ بیٹھے

کہ ایسا عجوبہ امر جو اسلام مین مانا گیا ہے یہ صادق کی تصدیق کیلئے بطور معجزہ صادر ہوا تھا یا ہستی باریتعالیٰ کی بطریق ثبوت یہ قدرت نمائی تھی یا محض عبث اور بیکار یہ فعل الٰہی سرزد ہوا ؟ اور اگر ایسا ہوا ہی ہے تو کن دلائل اور ثبوتون سے لے حضرت مولوی صاحب آپکو اسکا علم ہوا جنکے ذریعے سے آپ ہم لوگون کو اس کی دعوت دیتے اور منوانے کی کوشش کرتے ہین ؟ تو مین نہین سمجھ سکتا کہ کون سی دلیل اور کیا جواب اس چیستان کے حل کرنیکا مولوی صاحب دین گے۔ اسلئے مین بڑے زور اور تحدّی سے کہتا ہون کہ اگر ہمارے مخالف فرداً فرداً یا باہم جمع ہوکر یہ ثابت کردین کہ مسیح کی بجائے ایک غیر مسیح صلیب پر چڑھایا گیا تھا تو آج ہی اسی دربار مین نواب والاجاہ کے حضور انکے ہاتھ پر بیعت کرنیکے لئے تیار ہون۔ اور اگر ایسا نہ کرسکین اور مجھے یقین کامل ہے کہ وہ ہرگز ثابت نہین کرسکتے تو مین دردبھرے دل کے ساتھ اپنے مخالف الرائے علماء سے عموماً اور فاضل امرتسری سے خصوصاً اپیل کرتا ہون کہ للہ اپنے اور اسلام کے حال پر رحم کر ایسی باتین جو باعث تضحیک اسلام ہین اُن سب کو چھوڑ دو۔ آج چارون طرف سے اسلام پر ایسے ایسے عقیدون کی وجہ سے ہی مخالفین اسلام کے حملے ہو رہے ہین۔ اور ان حملون کا کوئی جواب یہ عقیدے مانکر آپ نہین دے سکتے۔ جیسا کہ تارک اسلام کے مقابلے مین جواب نہین دیا گیا۔ ورنہ وہ ثبوت بتایا جاوے جو اس عجوبہ کام کا ترک اسلام مین تحریر ہوا ہے بجائے اسکے کہ اس واقعہ گذشتہ کو اپنے مسلمہ اصول کے مطابق ثبوت دیکر

ثابت کر دکھاتے یہ کہکر اور بھی دعوے پر دعوی کر دیا ہے کہ "ان واقعات کا ثبوت نقل اور واقعات کے دیکھنے سے ہے یا صحیح خبر کے پہونچنے سے چنانچہ یہ سب کچھ پایا جاتا ہے" گویا یہ ایک دعوی ہے کہ مسیح کی بجائے غیر مسیح کے ہمشکل بنائے جانے اور مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے وغیرہ واقعات کے بارے مین صحیح اخبار اور رویت کی شہادتین سب کچھ آپکے پاس موجود ہین - کیا اچھا ہوتا کاش دعویٰ بدلیل کے مدلل کر کے خصم کو ساکت کر دیتے اور بجلہ صحیح اخبار اور رویت کے گواہون کے صرف ایک ایک صحیح خبر اور ایک ایک رویت کی شہادت ہی پیشکر دی ہوتی - خیر اگر جب نہ ہوسکی تو اب ہی ضرور آپ ایسا کر دکھائین - جناب مولوی صاحب - اسلام مجروح ہوگیا ہے - باہمی خانہ جنگیون نے اسکو نہایت مہیب بنا دیا ہے - لایعنی اعتقادون نے جنکا نہ قرآن شاہد نہ حدیث موید نہ عقل گواہ ہے اسلام کی اصلی نورانی صورت پر ہزارہا حجاب ڈال دیے ہین - خدا کے لئے زمانہ کی حالت پر غور کرو - اور سوچو کہ ہم کیا کر رہے ہین اور ہم کو کیا کرنا چاہیے تھا - مولوی صاحب کچھ حرج نہین اگر آپ وفات مسیح کو مان لین اس سے آپ کو ثواب ملیگا اسلام کا بول بالا اور نصرانیت کو شکست فاش ہوگی آپ ذرا بھی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرین - آپ تو بڑے دلیر ہین جبکہ آپ نے اپنے بڑے بڑے اُستادون اور واجب التعظیم ہم مذہب علماء کے خلاف بہت سی باتین تفسیر عربی مین مان لین اور رائے بعین وغیرہ کے مولویون ہم مذہبونکا

کچھ خیال نہیں کیا ایسی ہی دلیری آپ اس مسئلہ وفات مسیح کے ماننے پر بھی دکھادین۔ اور یہ خیال نہ کرین کہ وفات مسیح مان کر آپ کو فوراً مرزا صاحب علیہ السلام کو مسیح موعود ماننا پڑیگا۔ نہین ایسا نہین یہ خدا کا فضل ہے بغیر اُسکے فضل کے یہ توفیق زور بازو یا علم خشک سے نہین ملسکتی آپ مرزا صاحب علیہ السلام کو نہ مانین مگر وفات مسیح ماکر حیات اسلام کے قائل ہو جاوین۔ تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس نیکی کے بدلے مین آپ کو دوسری توفیق بھی عطا فرما دیگا۔ کیونکہ خدا کا قانون یہی ہے کہ جب انسان ایک نیکی کرتا ہے اور محض خدا کیلئے کرتا ہے تو اُسکی جزا مین اللہ تعالیٰ اُسکو دوسری نیکی کے کرنیکی جو پہلی نیکی کا جزو ہوتی ہے توفیق بھی دیدیتا ہے آؤ ہم اور تم ملکر آج دشمنان اسلام پر چڑھائی کرین۔ آؤ جن باتون مین ہمارا اور تمہارا اتفاق ہے اُس مین تو متفق ہو کر اُن کے ساتھ مقابلہ کرین جو ہماری ساتھ کسی بات مین بھی متفق نہین۔ آؤ آریون کے ساتھ قلمی اور علمی جنگ کرین۔ عیسائیون پر اسلامی صداقت برسائین مولنا آج خدمت اسلام کرنے کا زمانہ ہے نہ کہ خانہ جنگیون کا۔ آپکو خوب معلوم ہے کہ آج آریہ گروہ اور عیسائی فرقہ کس کس طرح اسلام اور بانی اسلام اور خدا اسلام اور کتاب اسلام پر حملے کر رہا ہے اُنکے حملون کو روکنا ہمارا اور آپکا فرض ہے اُنکو داخل اسلام کرنا ہمارا مذہب ہے۔ مین ایک حد تک آپکی اس خدمت اسلامی کا معترف ہون جو بذریعہ اشاعت کتب رد آریہ آپ کرتے ہین مگر کیا وہ ایسی خدمت ہے کہ جس کو کافی کہا جاوے ؟ ہرگز نہین ۔

بیشک ایک تھوڑی حد تک اُس سے بعض مخلوق آلہی کو فائدہ پہونچا ہو مگر اُسکو ایسی خدمت اسلامی نہیں کہہ سکتے جو مخالفین اسلام کا پورا یا نصف ہی جواب ہو۔ مینے آپ کی وہ تمام کتابین بغور دیکھی ہین جو آپ نے آریون کے رد مین تحریر فرمائے ہین۔ مگر افسوس سے کہتا ہون کہ نہایت ناکامی اور ناتمام ڈیفنس کیا گیا ہے۔ مگر تاہم کچھ تو ہین ہونیسے تو ہونا بہتر سمجھتا ہون خواہ تھوڑا ہی ہو۔ اے حضرات گروہ علماء! آپ ہی میری اس پر درد صدا پر کان دہرین کہ اُن متفقہ باتون مین تو مل کر کام کرین۔ اور اگر آپکے نزدیک میرا یہ خیال غلط ہے اور آپ اسکی قبولیت سے مجبور ہین تو مین بھی معذور ہوکر کہتا ہون کہ ؎

سعیت این باجر نصرت را دہند اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است این بہر حالت شود پیدا

اب مین اپنی پہلی تقریر کیطرف رجوع کرکے سرکار والا تبار کی عدالت مین واقعہ صلیب مسیح کو پیشکر کے حضور کی توجہ اسطرف مبذول کراتا ہون کہ رویت اور موقعہ کے گواہون مین سے تو یہودی اور عیسائی اور رومی گورنر ہین جنکی گواہیان تواتر کے ساتھ ہم تک یہ پہونچ چکی ہین کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کے صلیب پر چڑہائے اور چڑہنے کے گواہ ہین نہ کسی یہودا اسکریوطی یا پیلاطوس صاحب یا شمعون قرینی یا مومن مخلص حواری کے اور اس شہادت کو بڑے قانون شہادت مسلمہ فاضل امرتسری تب ہی رد کیا جا سکتا ہے جبکہ اس سے بڑھکر اور ایسا ہی مسلمہ طرفین ثبوت اسکے خلاف

پیش کیا جاوے کیونکہ ہم اور ہمارے مخالف ہر دو اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہود اور نصاریٰ متواتر یہی مانتے اور کہتے آئے ہیں کہ مسیح ہی صلیب پر چڑھایا گیا گو اسکے ساتھ وہ اسکا صلیب سے مارا جانا ہی کہتے ہیں جسکو ہم بوجہ شہادت قرآنی ہرگز تسلیم نہیں کر سکتے اور قرآنی گواہی اس گواہی یہود و نصاریٰ سے بلاریب معتبر ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے قتل یقینی کی نفی کی ہے اور یہود کے اتباع ظن کی تائید جس سے ظاہر ہے کہ یہ ظن یہود وہ ضرور قتل ہو گیا تھا گو یا ظناً وہ مقتول بالصلیب ضرور تھا مگر یقیناً مقتول نہ تھا۔ اب اس گواہی کے خلاف کونسی گواہی معتبر ہے جسکی بنا پر اس تواتر کا انکار کر کے اسکو اسکے قائمقام قرار دیا جا کر یہ مان لیویں کہ جو شخص صلیب پر چڑھایا گیا تھا وہ جسمانی طور پر تو ضرور مسیح ہی تھا مگر روحانی طور پر غیر مسیح اس روحانی غیر مسیح ہونیکا علم چھ سو یا دو ہزار برس بعد ہمارے مخالفین کو کس طرح ہوا؟ تاوقتیکہ اس دعویٰ بیدلیل کو ثابت نہ کریں کسطرح کوئی مان لیوے اور یہ ثبوت جو پیش کیا گیا ہے یہ اسقدر مخدوش ہے کہ مصداق اس مصرع کا ہو کر ع

شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا نہ قابل سماعت رہا نہ لائق روایت

کیا ایسے عظیم الشان مقدمہ قتل نبی اللہ میں جسپر اتنا بڑا عقیدہ قائم کیا گیا ہو ایسے ہی ثبوت ہوا کرتے ہیں؟ کہ جسکے نہ گواہ معتبر نہ وہ کتب معتبر جنکے حوالے سے وہ گواہی نقل کیگئی نہ روایتاً صحیح نہ درایتاً قابل پذیرائی۔ اور پھر ایک ہی گواہ ابن عباس سے تین گواہیاں گذرانتے ہیں جو باہمی متناقض اور ایک کے دوسرا بیان خلاف ہے۔ غور کرو اور سوچو۔

برائے ملاحظہ احمدی احباب

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین جس نے
کہ اس نمبر کے ساتھ احمدی کا سال اول بخیر و خوبی و خوش
اسلوبی نہایت کامیابی سے ختم کرایا۔ مجھے یہ کہنے کی مطلق
ضرورت نہیں کہ احمدی نے سال اول میں کیسے کیسے مضامین
لکھے اور اُن کا کیا اثر موافق و مخالف پر ہوا۔ ہاں اتنا
عرض کرنیکی ضرور جرات کرتا ہوں کہ "گربہ کشتن روز اول"
والی مثل کے مصداق احمدی کے تمام مضامین ثابت ہوئے۔
فللہ الحمد۔

(۲) احمدی کے نمبر اول میں جو مضمون مماثلت بہ یہود و نصاریٰ
مخالفین کے مقابلہ میں شائع ہوا۔ اور نمبر ۲ لغایت ۷ میں علماء
خلف کے حالات جسقدر نقل کئے گئے۔ و نمبر ۸ و ۹
میں ثنائی بزرہ درائی جس ترتیب سے درج ہوئی۔ یہہ
سب کے سب لاجواب اور مسکت خصم ہو کر استدلال کے
لحاظ سے محققانہ مانے گئے۔ اور کسی مخالف کو عموماً اور امرتسری
مکذب کو خصوصاً حوصلہ نہ پڑا کہ ایک کی بھی تردید کر دکھلاتا۔
ثم الحمد للہ کہ احمدی اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔

(۳) احمدی کے ماہوار نہ شائع ہونیکی خاص وجوہات دو ہین۔ اول یہ کہ
ڈاکخانہ مین دو پیسہ کے ٹکٹ پر رسالہ بہیجا جاتا ہے۔ اگر رجسٹر
کرایا جاوے تو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع کی منظوری حاصل کرنے
پر بموجب پریس ایکٹ جدید کم از کم مبلغ پانسو روپیہ ضمانت کا
نقد داخل کرنا پڑتا ہے جس کا تحمل ہنوز یہ رسالہ نہین۔
تب کہین بجائے دو پیسہ کے ایک پیسہ مین روانہ ہو سکتا ہے
اسلئے دو۔ دو یا تین تین مہینے کا رسالہ یکجائی طور پر شائع ہوتا رہا۔
دوسری وجہ یہ ہے کہ بلحاظ مضامین اکثر احباب نے چاہا کہ ہر رسالہ
مکمل مضمون کا شائع ہوا کرے تاکہ باقی آیندہ کے انتظار اور
گذشتہ حصہ مضمون کی فراموشی سے جس بے لطفی کے پیدا ہونیکا
ناظر رسالہ کو احتمال ہو سکتا ہے وہ نہ ہووے۔ اسلئے بہی ماہوار
شائع نہوا۔

(۴) اگر احمدی کو آپ ماہوار دیکہنا چاہتے ہین تو ایک کام آپ اپنے ذمہ لین
جو آپکا فرض بہی ہے مین صرف اُس فرض کو آپ کو یاد دلانے والا ہون
اور وہ یہ ہے کہ موجودہ خریدار بلا استثنا صرف دو دو
جدید خریدار عطا فرما کر نہ صرف احمدی کی ماہانہ ملاقات ہی کا
لطف حاصل کرین بلکہ امداد کا ثواب بہی پائین اور یہ دو جدید
خریدار کا دینا اپنے ذمہ اُسی طرح سمجہین جس طرح رسالہ کا چندہ سالانہ
گویا یون خیال کرلین کہ احمدی کا سالانہ چندہ عـہ اور دو خریدار

(نقد چندہ پیشگی دینے والے) ہین - جنکی طرف سے خریداری نہ ملین گے - اُنکے نام جسطرح چندہ کی بقایا رقم درج رجسٹر کیجائیگی اوسی طرح خریداران کی بقایا نکلتی رہے گی -

پس جب تک آپ یہ نیا چندہ یعنے دو خریدار نہ ادا فرما دینگے تب تک احمدی آپسے ماہانہ ملاقات کرنے سے قاصر رہے گا کیونکہ بغیر سواری اسقدر لمبا سفر طے کر کے ہر مہینے آپ تک پہنچنا محال ہے - اور سواری کا احمدی کیلیے یہی انتظام ہے - کہ دو خریدار جدید ہر ایک سابقہ خریدار مہیا کر دے جنکے روپیہ سے احمدی سستا کرایہ دے کر ماہ بماہ آپکی قدمبوسی حاصل کرتا رہے - اور سستا کرایہ کیا ہے ؟

یہی کہ بعد داخل ضمانت احمدی کا سرکار سے اجازت لیکر نصف کرایہ پر سفر کر کے تمام انڈیا کے احمدیون سے ہر شہر اور قصبہ اور گانون مین جا جا کر ملتا -

(۵) احمدی کا سالانہ چندہ نہایت ہی کم اسی غرض سے رکھا گیا ہے کہ کسی محب اور شائق کو اسکی خریداری مین دقت نہ ہو - اس خفیف سے معاوضہ پر قرین قیاس تھا کہ سال اول مین ہی چار پانچ لاکھ کی احمدی جماعت مین سے دو تین ہزار تو معاون احمدی کو ملجائینگے - مگر کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ ابتک پورے ایکہزار بھی خریدار نہین ہوئے - لہذا جنوری و فروری سنہ ۱۲ء

یعنے دو ماہ کے اندر اندر تمام سابقہ معاونین دو دو خریدار جدید عطا فرما کر اس کی بنیاد کو مستحکم کرادین ۔ ابھی احمدی نے بہت سا کام کرنا ہے جسکے پورا ہونیکی خداوند کریم جل جلالہ و عم نوالہ سے یقینی امید ہے ۔ صرف تہیہ اسباب کی دیر ہے ۔ جسکو بھی مسبب الاسباب ہی مہیا کردے گا ۔ آمین

(۴) بالآخر راقم ہذا کی یہ گذارش ہے کہ جنوری و فروری سنہ ۱۲ء دو ماہ کا رسالہ احمدی جسمین ایک پر لطف مضمون "چودھوین صدی کا یہودی" نام سے طبع ہوا ہے شروع جنوری مین ہر ایک دوست کے نام بذریعہ وی پی بابت چندہ سال سنہ ۱۲ء ارسال ہوگا جس سے قبل ۱۰ جنوری سنہ ۱۲ء تک اگر کسی صاحب کو سال دوم کی خریداری منظور نہ ہو تو راقم کو بذریعہ کارڈ مطلع فرمادین تاکہ انکے نام رسالہ وی پی نہ کیا جاوے ۔ ایسا نہ ہو کہ وی پی پہونچنے پر واپس کرکے بجائے امداد کے نقصان دین اور بغیر وصول چندہ پیشگی احمدی جاری نہ ہوگا ۔ والسلام ۔ ۲۰ دسمبر سنہ ۱۱ء

ضروری اعلان

احمدی جلد اول کا یہ آخری نمبر ہے اسکے بعد انشاء اللہ دوسری جلد شروع ہوگی

پس اگر کسی صاحب کو جلد اول کا کوئی نمبر منجانب دفتر احمدی نہ پہنچا ہو ۔ تو وہ دوبارہ منگالیں سال دوم کے چندہ کا جو وی پی روانہ ہوگا اس کے ساتھ مطلوبہ نمبر بلا قیمت بھیجدیا جائیگا اس کی اطلاع دس جنوری تک ایڈیٹر کو ملنی چاہئے بعد ازان قیمتاً دیا جائیگا ۔ ایڈیٹر

## علماء خلف سیہ ۱۲ ۱۹	## ثنائی چپ
یہ رسالہ ... کا ہے. اس میں علماء خلف کے باہمی مناقشات بالاستیعاب درج کر کے ان ہی کے اقوال ... ثابت کر دیا گیا ہے کہ علماؤ ... من تحت ادیم السماً ... پیشگوئی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق یہی لوگ ہیں اس رسالہ میں ثناء اللہ امرتسری ایڈیٹر اہلحدیث اور اس کے تمام ... کی پوری پردہ دری ہو گئی ہے۔ قیمت ...	اس رسالہ میں ثناء اللہ ... اہل حدیث کے دربارہ حضرت ... صاحب علیہ ... مختلف اقوال اور ... اور ثنائی کھسیانی ... وپشیمانی کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے۔ قیمت ...
## ثنائی ہرزہ درائی	## ہمارا مذہب مجلد دین الحق
ثناء اللہ امرتسری کی ہرزہ درائی بحق حضرت خلیفۃ اللہ امام ربانی کی مختصر فہرست اور اس کی مکمل لاجواب تردید قیمت ۲	اس کتاب میں حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ عقاید میرزا صاحب کی تصانیف سے بیان کیے گئے ہیں۔ یہ رسالہ ان اصحاب کو دیکھنا لازمی ہے جو نامعقول اعتراضات بانی سلسلہ احمدیہ پر کرتے رہتے ہیں مجلد ۱۰ ... مہتمم دین الحق